﴿... اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِاللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ﴾ (آل عمران: ٧٤) ﴿... عَسٰى اَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا﴾ (بنى إسرائيل: ٨٠)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر أعلیٰ نصیر أحمد قمر

جلد ۲ جمعتہ المبارک ۱۴ر جولائی ۱۹۹۵ء شمارہ ۲۸

اِرشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اس وقت ہمارے دو بڑے کام ہیں ۔ ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ہو، دوسرے یورپ پر اتمام حجت کریں

" اس وقت ہمارے دو بڑے ضروری کام ہیں۔ ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ہو، دوسرے یورپ پر اتمام حجت کریں۔ عرب پر اس لئے کہ اندرونی طور پر وہ حق رکھتے ہیں۔ ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہوگا کہ ان کو معلوم بھی نہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ نے کوئی سلسلہ قائم کیا ہے اور یہ ہمارا فرض ہے کہ ان کو پہنچائیں۔ اگر نہ پہنچائیں تو معصیت ہوگی۔ ایسا ہی یورپ والے حق رکھتے ہیں کہ ان کی غلطیاں ظاہر کی جاویں کہ وہ ایک بندہ کو خدا بنا کر خدا سے دور جا پڑے ہیں۔ یورپ کا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ واقعی "اخلد الی الارض" کا مصداق ہو گیا ہے۔ طرح طرح کی ایجادیں صنعتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس سے تعجب مت کرو کہ یورپ ارضی علوم و فنون میں ترقی کر رہا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب آسمانی علوم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو پھر زمین ہی کی باتیں سوجھا کرتی ہیں۔ یہ کبھی ثابت نہیں ہوا کہ نبی کلیں بھی بنایا کرتے تھے یا ان کی ساری کوششیں اور ہمتیں ارضی ایجادات کی انتہا ہوتی تھیں۔ آج جو "اخرجت الارض اثقالها" کا زمانہ ہے۔ یہ مسیح موعودؑ ہی کے وقت کے لئے مخصوص تھا"۔ (ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صـ ۴۷۷)۔

اگر حق خدا سے تعلق قائم کرنا ہے تو آپ کو حق بننا پڑے گا اور حق بننے کے رستے میں جو مشکلات کھڑی ہیں ان کا مقابلہ کرنا ہوگا

لندن : (۷ جولائی) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے اسماء الٰہی کے مضمون کو جاری رکھا اور بتایا کہ تمام اسماء الٰہیہ کا سورہ فاتحہ میں مذکور اسماء الٰہی سے بہت گہرا تعلق ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے اللہ تعالیٰ کی صفت "الحق" کے سورہ فاتحہ میں مذکور صفات کے ساتھ تعلق کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ حضور نے بتایا کہ حق کا ایک مطلب عدل اور انصاف بھی ہے۔ اور صفت "الحق" کا "الرحمان" سے بھی ایک تعلق ہے۔ حضور نے بتایا کہ عام طور پر انسان جب کسی سے بہت زیادہ رحم کا تعلق ظاہر کرے تو بسا اوقات عدل سے ہٹ جاتا ہے لیکن وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی صفات کا رنگ اپناتے ہیں وہ رحمانیت کے مظہر ہونے کے ساتھ ساتھ صفت "الحق" کے تابع بھی ہوتے ہیں۔ اور اپنی محبت اور رحم کے تعلق میں عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں حضرت میر حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ بطور مثال بیان فرمایا۔

حضور نے فرمایا کہ رحمان خدا نے ہی عدل بنایا ہے پس آپ نے بھی اگر رحمان خدا سے تعلق قائم کرنا ہے تو حق کے راستے قائم کریں۔ صفات باری تعالیٰ سے تعلق زبان سے اسماء الٰہی کے جپنے سے نہیں ہو سکتا سچا ذکر تو تب ہو سکتا ہے جب صفات باری دل میں گھوم رہی ہوں۔

حضور نے فرمایا خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کے لئے حق پر قائم ہونا ضروری ہے۔ اور ان تمام صفات کے حوالے سے آپ پر جو آزمائشیں آئیں ان پر پورا اتریں گے تو پھر آخر آپ اس خدا سے تعلق جوڑ لیں گے جو تمام تر حق ہے۔ اور آپ کی تائید میں پھر وہ ایسے نشانات دکھائے گا جس کی کوئی مثال اس دنیا میں دکھائی نہیں دے گی۔

حضور نے فرمایا کہ آزمائش ہی بتاتی ہے کہ کون قریب تر ہے اور کون دور تر ہے۔ فرمایا دنیا میں بھی وہ لوگ جو دنیا کے مالکوں سے محبت اور وفا کا سلوک کرتے ہیں اور آزمائشوں پر ثابت قدم رہتے ہیں ان کی قدر و منزلت بڑھ جایا کرتی ہے۔ پس کسی قیمت پر بھی آپ کو حق سے اپنا تعلق نہیں کاٹنا ۔ آپ سچائی کا دامن پکڑ لیں اور بڑی قوت اور مضبوطی کے ساتھ دامن پکڑ لیں۔ اگر حق خدا سے تعلق قائم کرنا ہے تو آپ کو حق بننا پڑے گا اور حق بننے کے رستے میں جو مشکلات کھڑی ہیں ان کا مقابلہ کرنا ہوگا پھر دیکھیں کہ آپ کے اندر کیسے نئی طاقت پیدا ہوتی ہے۔

مختصرات

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو صحبت صالحین اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اس ارشاد باری تعالیٰ پر عمل کرنے کی ایک بہت عمدہ صورت اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں اس رنگ میں عطا فرمائی ہے کہ ہر روز .M.T.A پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرنے کی صورت میسر آجاتی ہے۔ اس سہولت سے اکناف عالم میں پھیلے ہوئے مرد و زن اور بچے یکساں طور پر استفادہ کر سکتے ہیں اور "ملاقات" پروگرام میں حضور انور کے ارشاد فرمودہ کلمات سے علمی اور روحانی فائدہ بھی اٹھا سکتے ہیں۔ یہ ایک سنہری موقع ہے علم و عرفان سے اپنی جھولیاں بھرنے کا اور گھر بیٹھے حضور انور کی دلچسپ اور ایمان افروز مجالس عرفان میں شمولیت کا۔ ان سے بھرپور فائدہ اٹھانا اور پورے تعہد اور اہتمام سے ان پروگراموں کو دیکھنا ہماری علمی اور دینی ترقی کی یقینی ضمانت ہے۔

ہفتہ ۲۴ جون ۱۹۹۵ء .

حسب معمول آج حضور انور نے بچوں کے ساتھ کلاس منعقد فرمائی۔ دوران کلاس مختلف بچوں نے نظمیں سنائیں۔ حضور انور نے بچوں کو تاکید فرمائی کہ انہیں اپنے بزرگان کے حالات سے پوری طرح آگاہ ہونا چاہئے۔ والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو خاندان کے بزرگان کے حالات سناتے رہیں۔ حضور انور نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اجتماعی پروگراموں میں ہمیشہ ٹیم یا گروپ کا کوئی لیڈر اور سربراہ ہونا چاہئے۔

اتوار ۲۵ جون ۱۹۹۵ء .

انگریز احمدی احباب کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں درج ذیل سوالات کئے گئے۔

☆ ایک البانین دوست کی طرف سے یہ سوال کیا گیا کہ احمدیوں اور سنی مسلمانوں میں کیا فرق ہے؟

☆ سورہ الواقعہ کی ابتدائی آیات میں جن امور کا ذکر کیا گیا ہے، روحانی اعتبار سے ان کا کیا مفہوم ہے؟

☆ برطانیہ میں احمدی ہونے والے انگریزوں میں سے اکثر کا تعلق آئرلینڈ سے ہے۔ اس پر حضور انور نے کا تبصرہ!

☆ آئرلینڈ میں اکثریت کیتھولک کی ہے۔ ان لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے وقت کیا انداز اختیار کرنا مئوثر و مفید ہو سکتا ہے؟

☆ سورہ التحریم کی آخری آیت میں پہلے حضرت مریم کا ذکر آیا ہے اور نفخ روح کے ضمن میں "فیہ" آیا ہے۔ اس کی کیا وضاحت ہے؟

☆ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۶ سال قبل شہد کے بارہ میں تحقیق کی تلقین فرمائی تھی۔ کیا اس سلسلہ میں کوئی مفید اور نئی معلومات سامنے آئی ہیں؟

سوموار ۲۶ جون ۱۹۹۵ء .

آج ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۹۰ ہوئی۔

منگل ۲۷ جون ۱۹۹۵ء .

پروگرام کے مطابق آج حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ہومیو پیتھی کی کلاس نمبر ۹۱ لی۔ کلاس کے شروع میں حضور انور نے ہومیو پیتھی دوائیاں رکھنے کے لئے وہ ڈبہ دکھایا جو آپ کی ہدایت و ارشاد کے مطابق تمام ممالک میں بھجوانے کے لئے تیار کیا جا رہا ہے۔ نیز اس ڈبہ کو مزید بہتر بنانے کے بارہ میں ہدایات بھی دیں۔ اس ڈبہ میں ۱۱۷ شیشیاں دوائیوں کی آسکتی ہیں۔ اور حجم میں چھوٹا، خوبصورت، ہلکا پھلکا لیکن مضبوط ہے اور بہت کم قیمت پر تیار کیا گیا ہے۔

بدھ ۲۸ جون ۱۹۹۵ء .

حسب معمول حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ترجمۃ القرآن کلاس لی۔ اس کلاس میں حضور انور نے قرآن کریم کا عام فہم ترجمہ نیز سادہ زبان میں نیز ضروری مقامات کی تفسیر بیان فرماتے ہیں، جن کا علم ہونا قرآن کریم کے پیغام کو پوری طرح سمجھنے کے لئے بہت ضروری ہے۔ یہ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۶۴ تھی۔ حضور انور نے آج سورہ النساء کی آخری آیات یعنی ۱۶۸ تا ۱۷۸۔ نیز سورہ المائدہ کی شروع کی آیات یعنی آیت نمبر ۱ تا ۴ کا ترجمہ سکھایا۔ تشریح بیان فرماتے ہوئے آپ نے والدین کو نصیحت فرمائی کہ اگر ان کا ایک بچہ دوسرے بچہ پر زیادتی کرے تو انہیں زیادتی کرنے والے بچے کو ضرور روکنا چاہئے۔ سب سے ایک سا سلوک ہونا چاہئے اور کسی ایک کو دوسرے پر زیادتی کی اجازت نہ دینی چاہئے۔

جمعرات ۲۹ جون ۱۹۹۵ء .

آج حضور ایدہ اللہ نے سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۴ نصف آخر تا آیت نمبر ۱۳ کا ترجمہ و ضروری تفسیر بیان فرمائی۔ حضور انور نے آیت نمبر ۴ کی وضاحت بیان فرماتے ہوئے اکمال دین اور اتمام نعمت کا فرق بیان فرمایا۔

باقی صفحہ نمبر ۱۴ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

اکسیر احمر

آج سے ۹۲ سال قبل ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت صاحبزادہ عبداللطیف ؓ صاحب کو افغانستان کے انتہاپسند ملاؤں نے نہایت بے دردی کے ساتھ اس جرم میں شہید کر دیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے موعود مہدی پر ایمان لائے تھے۔ آپ کا تعلق افغانستان کے ایک صوبہ خوست کے گاؤں سید گاہ کے ایک نہایت معزز خاندان سے تھا۔ آپ علمی و عملی، دینی و دنیاوی ہر لحاظ سے ملک بھر میں ایک ممتاز مقام رکھتے تھے اور شاہی خاندان کے افراد بھی آپ کو بہت عزت و احترام سے دیکھتے تھے۔ جب آپ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آئے تو حاسد ملاؤں نے آپ کے خلاف امیر کابل کو بہت بھڑکایا۔ آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا اور واجب القتل قرار دیا گیا۔ ان معاندین کا آپ سے صرف ایک ہی مطالبہ تھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کی تصدیق سے انکار کر دیں۔ لیکن آپ نے بار بار یہی جواب دیا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ میں ایمان پر دنیا کو مقدم رکھ لوں۔ آپ کو مامور من اللہ پر ایمان لانے کے جرم میں سنگین قید میں ڈالا گیا۔ بھاری بھر کم زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔ آپ کے پاک جسم کو پتھروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا۔ حادثہ شہادت کے بعد آپ کی اہلیہ اور بچوں پر بھی بہت مظالم ڈھائے گئے مگر حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید ؓ کی طرح آپ کے خاندان نے بھی قابل رشک صبر اور استقلال کا نمونہ دکھایا اور ایمان پر مضبوطی سے قائم رہا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، "ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کے لئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پروانہیں کرتے"۔ اسی طرح فرمایا، "شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے...... جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا اب تک وہ قوتیں اس جماعت کی مخفی ہیں۔ خدا سب کو وہ ایمان سکھادے اور استقامت بخشے جس کا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے"۔

اسی طرح فرمایا "جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اس خدا کا صریح یہ منشاء معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کر دے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں"۔

حضور علیہ السلام کے ان ارشادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارا فرض ہے کہ ان قربانیوں کی یاد ہمیشہ زندہ رکھیں اور اس نمونہ کی پیروی کی کوشش کریں جسے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید ؓ نے ظاہر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آں جواں مرد و حبیب کردگار — جوہر خود کرد آخر آشکار
بیں کہ ایں عبداللطیف پاک مرد — چوں پئے حق خویشتن برباد کرد
جاں بصدق آں دلستاں را دادہ است — تا کنوں در سنگ ہا افتادہ است
ایں بود رسم و رہ صدق و وفا — ایں بود مردان حق را انتہا
ذکر شاں ہم می دہد یاد از خدا — صدق ورزاں در جناب کبریا

یہ بارش تو لے ڈوبے گی کتنے زور سے آئی ہے
چلو چلیں اس دیس سے یارو سر پہ قیامت چھائی ہے
کتنی تیری باتیں مانیں، ایک اس نے منوائی ہے
"خودی" کے جلوے دیکھنے والے یہ بھی اس کی خدائی ہے
پانی سر سے گزر گیا ہے، پانی پانی ہے ہر سو!
نوح کی کشتی کھینے والے! تجھ پہ آس لگائی ہے
سوکھا چمڑا جیب ہماری، جلتے ہیں ہم پانی میں
صحرا، جنگل جنگل کس نے آگ لگائی ہے
مایا میں وہ، کایا میں وہ، روپ انوپ کی چھایا میں وہ
جلوے دیکھو اسکے ہر سو، دیکھو وہ ہرجائی ہے

(غالب احمد)

احادیث النبی ﷺ

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا یَرْمِیْہِ بِالْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْہِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُہٗ کَذٰلِکَ۔

(بخاری کتاب الادب باب مَا ینھی من السباب اللّعن)

حضرت ابو ذر ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص پر فسق اور کفر کی تہمت لگائے اور وہ شخص اس کا حق دار نہ ہو تو وہ (فسق اور کفر) اس پر واپس لوٹے گا۔

اسے یہ ڈر ہے زمین پر آسماں گرے گا
بدل کے رکھ دے گا شکل و صورت جہاں گرے گا
تم اپنی بانہوں میں اس کو بڑھ کر سنبھال لینا
ہوا کے رخ پر جہاز کا بادباں گرے گا
نجات مل جائے گی سفر کی صعوبتوں سے
سمندروں میں سراب عمر رواں گرے گا
کبھی تو دیکھے گا اپنی صورت کو آئینے میں
کبھی تو اپنی نظر میں وہ بدگماں گرے گا
خدا کرے آسماں کا خیمہ رہے سلامت
مکین بھی اب تو کہہ رہے ہیں مکاں گرے گا
بس ایک ہلکا سا لمس درکار ہے نظر کا
مخالفت کا مجسمہ ناگہاں گرے گا
وہ لمحہ جس کی لپیٹ میں لوگ آ گئے تھے
تمہی بتاؤ کہ اب وہ لمحہ کہاں گرے گا
پہاڑ غم کا جو ہم نے ہنس کر اٹھا لیا ہے
گرائیں بھی تو نہ اب یہ کوہ گراں گرے گا
بدن کی اس آگ کو جلاتے رہو عزیزو
تمہارے اوپر ہی پھڑپھڑا کر دھواں گرے گا
پکڑنے والے بھی منتظر ہیں چھتوں پہ مضطر
کہ یہ پرندہ گرا تو اب نیم جاں گرے گا

(محمد علی)

بقیہ عید اور جذبہ قربانی

والدین یقیناً عجیب سی کیفیت سے دوچار ہوں گے۔ اور اس بچے کی کیا کیفیت ہوگی جسے قربان ہونا ہے۔ موت کی تلوار سر پر لٹکتی دیکھ کر بڑے بڑے دل گردے والے انسانوں کے دل دہل جاتے ہیں، جسم کانپ اٹھتے ہیں۔ مگر کیا تربیت کی گئی اس بچہ کی، کیا جذبہ ودیعت کیا گیا اسے اللہ میاں کی طرف سے کہ وہ بلا توقف پکار اٹھتا ہے۔ لبیک اللّٰھم لبیک۔ اللہ میاں تیرا حکم ہے تو میں حاضر ہوں۔ اور باپ کی قوت ایمانی بھی ملاحظہ ہو کہ انہیں تو ایک اشارہ ہی کیا گیا۔ انہوں نے کوئی تاویل کی نہ تعبیر چاہی۔ بلکہ بلا توقف اپنی سب سے قیمتی متاع اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنے کو تیار ہو گئے۔ کیسا عجیب نظارہ ہوگا کہ ایک مشفق باپ ہاتھ میں چھری لئے اپنے پیارے بیٹے کو، ہاں اس بیٹے کو جسے بڑی التجاؤں سے اللہ سے مانگا، ایک الٰہی اشارہ پر اپنے ہاتھ سے ذبح کرنے کو تیار ہو جائے۔ کیا خوب ہے وہ بچہ جس کا جسم ہی نہیں بلکہ شعور بھی اور قوت ایمانی بھی اس حد تک بڑھی کہ وہ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اپنی جان کا تحفہ اللہ کے حضور پیش کرنے کو تیار ہے۔ اور ماں! جس نے بڑے ہی مشکل حالات میں اس بچہ کو پالا پوسا۔ جو آنکھوں کا تارا، امیدوں کا سہارا، اس کی قربانی کی طلب کی جا رہی ہے۔ وہ نہ احتجاج کرتی ہیں نہ کوستی ہیں۔ نہ فریاد کرتی ہیں بلکہ مجسم تسلیم و رضا بن کے اپنی متاع عزیز پیش کر دیتی ہیں۔ وہ ایک عظیم بیوی ہیں۔ کہ نہ خاوند سے گلہ، نہ شکوہ نہ منت نہ سماجت، نہ غصہ نہ احتجاج، آنکھیں سوئے آسمان اور زباں بند۔ مبادا باپ بیٹے کا جذبہ قربانی ڈھیلا پڑ جائے۔ سبحان اللہ کیا عظیم ہے یہ خاندان۔ کتنے عظیم تھے وہ لوگ اور کتنا عظیم تھا وہ جذبہ قربانی ۔ لخت جگر کی قربانی۔ مگر نہ ہچکچاہٹ نہ تردد۔ مقصود تو اللہ کی رضا چاہنا ہے اور اگر اللہ میاں ایسے ہی چاہتے ہیں تو باپ بھی راضی، بیٹا بھی تیار اور ماں بھی خاموش۔ کیا عظیم تھے ہمارے آباؤاجداد۔ کتنی عظیم تھیں وہ ہستیاں اور کتنے ذلیل ہیں ہم لوگ کہ اس سارے پس منظر کو بھلا کر گوشت اور فرج کے چکروں میں پڑ گئے۔ کیا پیش کیا گیا ہے قربانی کا معیار اور کیسی بگاڑ دی ہے ہم نے شکل اس قربانی کی، نمائش اور دنیاوی بڑائی کے حصول کی دوڑ میں ہم بھول گئے کہ عید تو ان کی ہے جو اللہ کی رضا چاہنے کے لئے سر تسلیم خم کر دیں۔ اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔ کیا ہم بھی ایسا کر رہے ہیں؟

(دوسری قسط)

نیتوں کے کرشمے

(عبدالسمیع خان)

جب تک حضرت اویسؓ کی والدہ زندہ رہیں ان کی تنہائی کے خیال سے حضرت اویسؓ نے حج نہیں کیا اور ان کی وفات کے بعد حج کا فریضہ ادا کیا۔

(سیرالصحابہ جلد ۷ صفحہ ۵۹)

☆ حضرت ابوہریرہؓ نے بھی والدہ کی تنہائی کے خیال سے ان کی زندگی میں حج نہیں کیا۔

(مسلم کتاب الایمان باب ثواب العبد)

☆ حضرت یزیدؓ نے کچھ دینار بطور صدقہ نکالے اور مسجد میں ایک آدمی کے سپرد کر دئے کہ کسی مستحق کو پہنچا دے۔ اتفاق سے حضرت یزیدؓ کے بیٹے حضرت معنؓ وہاں گئے اور چونکہ ضرورت مند تھے اس لئے انہوں نے یہ رقم قبول کر لی۔ گھر واپس آئے تو حضرت یزیدؓ نے کہا کہ میں نے یہ رقم تجھے دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا اور یہ معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا تو حضورؐ نے فرمایا:

"اے یزیدؓ تجھے اپنی نیت کا اجر اور ثواب مل گیا اور اے معنؓ جو کچھ تو نے لے لیا ہے وہ تیرا ہی ہے۔ کیونکہ تو اس کا مستحق ہے"۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ اذا تصدق علی ابنہ)

☆ "ایک آدمی نے کچھ صدقہ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ رات کو رقم لے کر نکلا اور لاعلمی میں ایک چور کو دے دیا۔ صبح کے وقت لوگ باتیں کرنے لگے کہ ایک چور کو صدقہ دے دیا گیا۔ اس آدمی نے کہا اے اللہ میں اور صدقہ دوں گا۔ وہ دوسری رات رقم لے کر نکلا اور غلطی سے زانیہ کو دے دیا۔ صبح لوگ کہنے لگے کہ رات زانیہ کو کسی نے صدقہ دے دیا۔ وہ آدمی تیسری رات صدقہ لے کر نکلا اور انجانے میں ایک امیر آدمی کو رقم دے دی اور لوگ صبح باتیں کرنے لگے کہ رات ایک امیر آدمی کو صدقہ دے دیا گیا۔ اس پر اس آدمی نے تکلیف محسوس کی اور خدا سے دعا کی تو اسے خواب میں کہا گیا۔ جو صدقہ تو نے چور کو دیا تھا ممکن ہے اس وجہ سے چوری سے توبہ کر لے اور زانیہ صدقہ کی وجہ سے پاکیزگی کی زندگی اختیار کر لے اور امیر آدمی اس صدقہ کی وجہ سے نصیحت حاصل کر لے اور خدا کی راہ میں صدقہ دینا شروع کر دے"۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اذا تصدق علی غنی)

اعلان
برائے موصیان

ہر ایسی جائیداد جو آپ کی آمد سے خرید کی گئی ہے خواہ کسی اور کے نام سے ہو وہ جائیداد موصی کی شمار ہوگی البتہ ایسی جائیداد جو کسی موصی کے نام سے ہو اور موصی کی آمد سے خرید کردہ نہیں بلکہ بے نامی کی ہے اس بارہ میں موصی کا بیان دفتر وصیت میں ریکارڈ ہونا ضروری ہے تا بعد میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں اعلان فرمایا:۔

"آج کون مجھ سے تلوار لے کر اس کا حق ادا کرے گا۔ حضرت ابودجانہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں اس کا حق ادا کروں گا۔ حضرت ابودجانہؓ تلوار لے کر صفوں کے درمیان اکڑ کر چلنے لگے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا:

"خدا کو یہ حال سخت ناپسند ہے سوائے اس قسم کے موقع کے"۔

(اسدالغابہ جلد ۵ صـ ۱۸۴)

☆ حضرت عامر بن اکوعؓ کی تلوار چھوٹی تھی۔ غزوہ خیبر میں ایک یہودی پر حملہ کرنے کے لئے تلوار بلند کی تو وہ آگے سے ہٹ گیا اور تلوار حضرت عامر کے گھٹنے پر آ لگی اور اسی سے وہ شہید ہو گئے۔ بعض لوگوں نے اس پر کہا کہ حضرت عامرؓ شہید نہیں ہوئے بلکہ خودکشی کی ہے اور اس وجہ سے ان کے بھائی حضرت سلمہؓ بڑے اداس تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا "اس کے لئے دوگنا اجر ہے وہ تو خدا کی راہ کا مجاہد، سچا مجاہد تھا"۔

(بخاری کتاب الادب باب ما یجوز من الشعر)۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ٹانگیں چھوٹی اور پتلی تھیں۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسواک حاصل کرنے کی خاطر ایک درخت پر چڑھے تو بعض لوگ ان کی ٹانگیں دیکھ کر ہنسنے لگے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"یہ ٹانگیں گو ظاہراً پتلی ہیں مگر خدا کی نظر میں ان کا وزن احد پہاڑ سے بھی زیادہ ہے"۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۱۵۵)

☆ حضرت بلالؓ حرف "ش" اچھی طرح ادا نہیں کر سکتے تھے۔ جب کفار زیادہ ظلم کرتے تو آپ کہتے "اسہد ان لا الہ الا اللہ" جب حضورؐ نے آپ کو مدینہ میں مؤذن مقرر کیا اور آپ "اسہد ان لا الہ الا اللہ" کہتے تو نوجوان ہنس پڑتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا:

"خدا تعالیٰ کو بلال کا "اسہد" کہنا اتنا پیارا ہے کہ اس کے مقابلہ میں تمہارا "اشہد" کہنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ تمہیں کیا معلوم کہ یہ کن حالات میں قربانیاں دیتا رہا"۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں اور اموال نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ اگر انسان کا دل صالح ہو تو اس پر رحم فرماتا ہے"۔

(کنزالعمال جلد ۲ صـ ۸۷)

☆ حضرت علیؓ نے ایک جنگ میں ایک نامی پہلوان کو زیر کر لیا۔ جب اس نے اپنی موت قریب دیکھی تو حضرت علیؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ حضرت علیؓ فوراً اسے چھوڑ کر اٹھ بیٹھے اور معاف فرما دیا۔ اس پر اس پہلوان کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔ اس نے وجہ پوچھی تو فرمایا میری تجھ سے لڑائی محض خدا کی خاطر تھی لیکن جب تو نے میرے منہ پر تھوکا تو لڑائی میں میرے نفس کا غصہ بھی شامل ہو گیا اس لئے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ حضرت علیؓ کے اس فعل کو خدا نے ایسی قبولیت عطا فرمائی کہ اس روح کو موت کی بجائے نئی زندگی عطا کر دی اور وہ حلقہ بگوشان رسولؐ میں داخل ہو گیا۔

☆ مردوں کے لئے سونے کے زیور پہننا منع ہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقع پر سراقہ بن مالک کو امان دیتے ہوئے یہ پیش گوئی فرمائی تھی کہ:

"ایک وقت آئے گا کہ تجھے کسریٰ کے کنگن پہنائے جائیں گے"۔

چنانچہ حضرت عمرؓ کے دور میں جب کسریٰ کا علاقہ فتح ہوا اور اس کے اموال مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تو حضرت عمرؓ نے اس پیش گوئی کو پورا کرنے کے لئے سراقہ کو کسریٰ کے کنگن پہنائے اور خدا کی حمد بلند کی گئی۔ (اصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۸)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھا پی لے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ وہ اپنا روزہ مکمل کرے۔ یہ تو خدا نے اسے رزق عطا فرمایا ہے"۔

(بخاری کتاب الصوم باب الصائم اذا اکل او شرب)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو یہ واقعہ سنایا کہ:

"ایک شخص کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنی اولاد کو نصیحت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میرے لئے بہت سا ایندھن جمع کرنا پھر اس میں آگ لگانا اور مجھے اس میں پھونک دینا۔ جب میرا گوشت جل جائے تو میری ہڈیوں کو پیس کر باریک کر دینا اور پھر اسے کسی تیز آندھی والے دن سمندر میں پھینک دینا۔ کیونکہ اگر خدا نے مجھ پر قدرت پالی تو وہ مجھے سخت عذاب دے گا جو پہلے کسی کو نہ دیا ہو۔ جب وہ مر گیا تو اس کی وصیت کے مطابق اس سے سلوک کیا گیا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو دوبارہ زندہ کیا اور پوچھا کہ تو نے ایسا حکم کیوں دیا تھا۔ اس نے کہا اے میرے رب تیرے ڈر اور خوف سے۔ اس پر خدا نے اسے معاف فرما دیا"۔

(بخاری کتاب الانبیاء باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

☆ حضرت حسن بصریؒ کا گزر ایک دفعہ نماز کے وقت حضرت حبیب عجمی کے عبادت خانہ کے قریب سے ہوا۔ حضرت حبیب عجمیؒ نے نماز شروع کر دی مگر عجمی ہونے کی وجہ سے قرآن شریف کی قراءت عمدگی سے نہ کر سکتے تھے۔ حسن بصری نے آپ کی قراءت میں بعض غلطیاں دیکھ کر الگ نماز پڑھ لی۔ اسی رات حسن بصری نے خواب میں خدا تعالیٰ کو دیکھا اور پوچھا، اے الہ العالمین تیری رضا کس بات میں ہے۔ فرمایا "حسن تم نے میری رضا کو پا لیا۔ مگر اس کی قدر نہ کی۔ پوچھا وہ کیسے؟ جواب ملا حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھنا۔ وہ ایک نماز تمہاری تمام نمازوں کا بدل ہو سکتا ہے تم نے الفاظ کی درستی کا خیال کیا مگر نیت کی درستی کا خیال نہ کیا۔ زبان اور دل کے ٹھیک کرنے میں بہت فرق ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۴۵،
کشف المحجوب صفحہ ۱۴۳)

☆ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ اعلیٰ سے اعلیٰ کھانے کھاتے اور اچھے سے اچھا کپڑا پہنتے تھے۔ بعض لوگوں نے آپ پر اعتراض کیا تو فرمایا۔ میں کیا کروں جب تک خدا تعالیٰ مجھے نہیں کہتا اے عبدالقادر میری ذات کی قسم ہے تو یہ کھا اس وقت تک میں نہیں کھاتا اور جب تک خدا مجھے یہ نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر تجھے میری ذات کی قسم تو فلاں کپڑا پہن اس وقت تک میں کپڑا نہیں پہنتا۔ حضرت امام جعفر صادق کو ایک دفعہ لوگوں نے بہت اعلیٰ لباس زیب تن کئے ہوئے دیکھا تو عرض کیا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! یہ آپ کے خاندان کی عادت تو نہیں ہے۔ تو آپ نے ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر اپنی آستین سے لگایا اور بتایا کہ دیکھ اندر موٹا کپڑا پہنا ہوا ہے جو جسم کو گراں گزرتا ہے۔ فرمایا "ھذا للحق و ھذا للخلق" یہ موٹا کپڑا خدا کی خاطر ہے اور یہ عمدہ لباس مخلوق کے لئے ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۵)

☆ نیت اس رنگ میں بھی جلوہ دکھاتی ہے کہ غلط فعل کے باوجود نیت بری نہ ہونے کی وجہ سے خدا کے حضور قابل گرفت نہیں ہوتی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سفر کو خفیہ رکھا تھا۔ مگر حضرت حاطبؓ نے غلطی سے اہل مکہ کو ایک خط کے ذریعہ حضورؐ کی آمد کی اطلاع دینا چاہی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضورؐ کو یہ خبر دے دی گئی اور وہ مکہ نہ پہنچ سکا۔ حضورؐ نے حضرت حاطبؓ سے دریافت کیا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ میرے ایمان میں کوئی کمی نہیں آئی۔ میں تو مکہ والوں پر ایک احسان کرنا چاہتا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا، "اس نے سچ کہا ہے اس کے حق میں سوائے خیر کے کچھ نہ کہو"۔

(بخاری کتاب المغازی فضل من شہد بدراً)

☆ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ بظاہر نیک اعمال ہوتے ہیں مگر بری نیت کی وجہ سے مردود ٹھہرتے ہیں۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"قیامت کے دن جب خدا تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگے گا تو سب سے پہلے تین آدمیوں کو بلایا جائے گا۔

(۱) قرآن کریم کو یاد کرنے والا۔
(۲) شہید، جس نے راہ مولیٰ میں جان دی۔
(۳) دولت مند۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ قرآن کریم کے قاری سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے اپنے رسول پر نازل ہونے والا کلام نہیں سکھایا تھا۔ وہ کہے گا ہاں میرے رب۔ خدا فرمائے گا تو نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا۔ وہ کہے گا میں دن اور رات نمازوں میں اس کی تلاوت کرتا تھا۔ خدا کہے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی یہی کہیں گے۔ پھر خدا فرمائے گا تیرا مقصد تو قرآن یاد کرنے سے یہ تھا کہ لوگ کہیں فلاں شخص حافظ قرآن یا قاری ہے اور یہ مقصد تجھے دنیا میں حاصل ہو گیا۔ پھر دولت مند کو بلایا جائے گا اور خدا کہے گا کیا میں نے تجھے اتنی وسعت نہیں دی تھی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ ہونا پڑے۔ وہ کہے گا ہاں میرے رب یہ درست ہے خدا فرمائے گا۔ پھر تو نے میرے دئے ہوئے مال سے کیا سلوک کیا۔ وہ کہے گا میں صلہ رحمی کرتا تھا اور تیرے حضور خرچ کرتا تھا۔ خدا کہے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے

ASIAN AND ENGLISH
JEWELLERY
BEST DISCOUNTS
MEDINA
JEWELLERS
VAT REGISTERED
1 CALARENDEN ROAD
WHALLY RANGE
MANCHESTER M16 8LB
061 232 0526

بھی یہی کہیں گے۔ پھر خدا فرمائے گا۔ تیرا اس کام سے مقصد یہ تھا کہ لوگ کہیں فلاں شخص بڑا سخی تھا اور یہ بات دنیا میں کہی جا چکی ہے۔ پھر جنگ میں قتل ہونے والے کو لایا جائے گا۔ خدا کہے گا تجھے قتل کیوں کیا گیا۔ وہ جواب دے گا مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم ملا تھا اس لئے لڑا اور قتل کیا گیا۔ خدا فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی یہی بات کہیں گے۔ پھر خدا فرمائے گا تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ کہیں فلاں شخص بہت بہادر تھا اور یہ بات دنیا میں کہی گئی ہے۔ ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد حضورؐ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مارا اور فرمایا۔

"اے ابو ہریرہؓ مخلوق میں سے وہ پہلے تین فرد ہیں جو آگ میں ڈالے جائیں گے"۔

(ترمذی کتاب الزہد باب فی الریاء)

☆ حضورؐ نے فرمایا "جس شخص نے اپنے بھائی کو کوئی مشورہ دیا جبکہ وہ جانتا تھا کہ بھلائی کی اور بات ہے۔ اس نے اپنے بھائی سے خیانت کی"۔

(ابو داؤد کتاب العلم)

☆ پھر فرمایا۔ "جو شخص علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ علماء سے مناظرے کرے اور جاہلوں سے جھگڑے کرے اور اس کے ذریعہ لوگوں کو لاجواب کر دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو آگ میں داخل کرتا ہے۔ جو شخص علم غیر اللہ کے لئے سیکھتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بناتا ہے"۔ (ترمذی کتاب العلم)

☆ حضورؐ نے فرمایا۔ "جو شخص خدا کی رضا کے لئے دنیا کو ناراض کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کی اذیت سے بچائے گا اور جو شخص لوگوں کی خوشنودی کے لئے خدا کو ناراض کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے سپرد کر دے گا"۔ (ترمذی کتاب الزہد باب نمبر ۶۴)

☆ اگر انسان آخرت کے حصول کی نیت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا بھی عطا فرما دیتا ہے۔ مگر نیت دنیا کے حصول کی ہو تو ہرگز آخرت کا اجر عطا نہیں فرماتا۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۸۶)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو شخص جہاد بالسیف میں اس لئے شرکت کرتا ہے کہ اس کو مال غنیمت میں کچھ حصہ مل جائے تو وہ اپنی نیت کا پھل پائے گا"۔

(نسائی کتاب الجہاد باب من غزا فی سبیل اللہ)

☆ ایک بزرگ کا فرمان ہے۔ "مجھے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ تیس برس سے مسلسل جو نمازیں با جماعت ادا کرتا چلا آ رہا ہوں وہ سب کی سب قضا ہو چکی ہیں (کیونکہ آج کے انکشاف نے میری آنکھیں کھول دی ہیں) یعنی میری عادت تھی کہ ہمیشہ صف اول میں کھڑا ہوتا تھا۔ آج میں ذرا دیر سے آیا تو آخری صف میں جگہ مل سکی اور دل میں ایک شرمندگی اور ندامت سی ہوئی کہ لوگ کہیں گے یہ (پہلی صف والا) آج ضرور دیر سے آیا ہوگا۔ اب میں سمجھا کہ میں تو آج تک اسی لئے خوش ہوتا رہا کہ لوگ مجھے صف اول میں دیکھا کریں اور میری پابندی کی داد دیا کریں"۔

(نسخہ کیمیا صفحہ ۱۰۰۱)

☆ نیک نیت کے ساتھ کسی ملونی کی وجہ سے بھی اس کا پایہ گر جاتا ہے۔ ایک شخص کا بیان ہے کہ میں جہاد پر جا رہا تھا کہ راستے میں ایک ساتھی نے جو کشتی میں ہمارے ساتھ سوار تھا کہا کہ یہ برہ میں فروخت کرنا چاہتا ہوں اگر کوئی خریدنا چاہے تو۔ میں نے کہا لاؤ میں خریدے لیتا ہوں۔ فلاں شہر میں بیچ دونگا اور نفع حاصل کروں گا۔ اسی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو مرد (فرشتے) نیچے اترے۔ ایک نے دوسرے سے کہا ان میں سے تمام لوگوں کے نام لکھ لو کہ کون کس کام سے آیا ہے۔ فلاں کے بارے میں لکھو کہ غازی ہے۔ فلاں صرف تماش بینی کے لئے آیا ہے۔ فلاں تجارت کے لئے آیا ہے اور فلاں ریاکاری کے لئے آیا ہے۔ اتنے میں مجھ پر جو نگاہ پڑی تو کہا اس کا بھی لکھ لو کہ تجارت کے لئے آیا ہے۔ میں نے کہا اللہ اللہ کیجئے میرے کام کو دیکھئے اور پھر یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ میرے پاس کون سامان و اسباب تجارت کا ہے جو مجھے سوداگر ٹھہراتے ہو۔ میں آخر کون سی تجارت کے لئے آیا ہوں۔ جواب ملا اے شیخ! وہ برہ تو نے خریدا تھا تو کیا نفع کمانے کی نیت سے نہیں خریدا تھا۔ یہ سن کر میں رونے لگا اور کہا خدا کی قسم میں سوداگر نہیں ہوں۔ ان میں سے دوسرے نے کہا چلو اس کے دفتر اعمال میں لکھ دو کہ جہاد کے لئے آیا تھا اور راستے میں منافع کمانے کے لئے اس نے ایک برہ خریدا تھا۔ پھر جو حکم اللہ تعالیٰ فرمائے۔ اسی لئے تو کہا گیا ہے کہ گھڑی بھر کا اخلاص بھی نجات کا سبب بن جاتا ہے لیکن اخلاص ہے بڑی کیمیاب جنس اور کسی بزرگ کا قول ہے کہ علم تخم ہے عمل کھیتی ہے اور اخلاص اس کا پانی ہے"۔ (نسخہ کیمیا صفحہ ۹۹۷)

☆ اگر نیت بری ہے اور انسان کوشش کے باوجود کامیاب نہ ہو سکے تب بھی وہ خدا کی نظر میں مجرم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جب دو مسلمان آپس میں لڑتے ہیں تو وہ دونوں اہل جہنم میں سے ہو جاتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ قاتل کے متعلق تو سمجھ آتی ہے مقتول کے ساتھ یہ سلوک کیوں ہے؟ فرمایا وہ بھی تو اپنے مخالف کو قتل کرنے کی نیت رکھتا تھا"۔

(بخاری کتاب الفتن باب اذا التقی المسلمان بسیفیھما)

☆ مومن کی غیر محدود جزاء اور جنت کے دائمی ہونے کا فلسفہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے دل کی پاک نیت پر نظر فرماتا ہے کہ اگر اور زندہ رہتا تو خدا کے حضور مزید قربانیاں بجالاتا اس لئے گو موت کے ذریعے اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی نیت کو زندگی عطا کی جاتی ہے اور اس کے مطابق لافانی اجر کا مستحق قرار دیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون کو انتہائی معراج عطا کیا ہے۔ آپ خدا کے حضور ایک دعا میں عرض کرتے ہیں کہ "اے خدا وہ فضل جن تک میری نیت بھی نہیں پہنچ سکتی میں ان کی بھی تمنا اور خواہش رکھتا ہوں"۔

(ترمذی کتاب الدعوات باب نمبر ۳۰)

☆ حضرت معاذ بن جبلؓ کو نصیحت کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے معاذ عمل اخلاص سے کر کہ وہ تھوڑا بھی ہو تو کافی ہے"۔

(نسخہ کیمیا صفحہ ۹۹۶)

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شہداء کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ میری امت کے اکثر شہداء وہ ہیں جو اپنے بستروں پر طبعی وفات پائیں گے (......) اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں کو بہتر جانتا ہے"۔

(مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صـ ۳۹۷)

☆ حضرت عبداللہ بن ثابتؓ کو طاعون ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے تو آخری سانس لے رہے تھے۔ عورتیں افسوس کر رہی تھیں ان کی صاحبزادی نے کہا مجھے توقع تھی کہ آپ شہید ہوں گے۔ آپ نے جہاد کا سامان مکمل کر لیا تھا۔ حضور نے سن کر فرمایا۔ ان کو نیت کا ثواب مل چکا ہے۔ پھر صحابہؓ سے پوچھا۔ تم شہادت کس کو سمجھتے ہو؟ عرض کیا گیا خدا کی راہ میں قتل ہو جانا۔ فرمایا قتل کے سوا بھی شہادت سات طرح کی ہے۔ طاعون سے مرنے والے، ڈوب کر مرنے والے، پیٹ کی بیماری سے مرنے والے، جل کر مرنے والے، دیوار کے نیچے آ کر مرنے والے، زچگی کے وقت مرنے والی عورت بھی شہیدوں میں شامل ہے۔

(ابو داؤد کتاب الجنائز باب فضل من مات فی الطاعون)

☆ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے لئے منادی کرائی تو حضرت واثلہ بن اسقع کے پاس سواری نہیں تھی۔ وہ مدینہ میں پکارتے پھرے کہ کوئی شخص مجھے اپنی سواری دے دے۔ اور میں اس کے بدلے مال غنیمت کا حصہ اس کو دے دوں گا۔ ایک بوڑھے انصاری نے کہا میں تمہاری شرط قبول کرتا ہوں اور تمہیں سواری دیتا ہوں۔ واپسی پر مال غنیمت تقسیم ہوا تو حضرت واثلہ کے حصہ میں چند اونٹنیاں آئیں تو انہوں نے اس مال کو معاہدہ کے مطابق انصاری بزرگ کو پیش کر دیا۔ مگر انہوں نے فرمایا، ہمارا ہرگز یہ مقصد نہ تھا ہم تو صرف جہاد کے ثواب میں شرکت چاہتے تھے۔ (ابو داؤد کتاب الجہاد)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ۔ بنی اسرائیل کے ایک فرد نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ پھر اس کو توبہ کا خیال آیا اور ایک راہب کے پاس جا کے پوچھا کہ کیا میری توبہ قبول ہو جائے گی۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ یہ سن کر اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا۔ پھر اس نے ایک اور آدمی سے یہی سوال کیا تو اس نے کہا ہاں فلاں بستی میں چلے جاؤ۔ وہاں خدا کے نیک بندے عبادت میں مشغول ہیں۔ ان کے ساتھ مل کر خدا کی عبادت کرو اور اپنی سرزمین کی طرف واپس نہ آنا کیونکہ وہ گناہوں سے بھری ہوئی ہے۔ وہ شخص اس علاقہ کی طرف چل پڑا اور ابھی نصف راستہ میں تھا کہ اسے موت آ گئی اور رحمت اور عذاب کے فرشتوں کے مابین یہ گفتگو ہوئی کہ اسے جنت میں لے جایا جائے یا جہنم میں۔ ایک اور فرشتے نے فیصلہ کیا کہ دونوں زمینوں کو ماپ لیا جائے جس علاقہ کے قریب ہو اس کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے۔ خدا تعالیٰ نے اس کی سابقہ سرزمین کو حکم دیا کہ پھیل کر فاصلہ بڑھا دو اور سرزمین توبہ کو حکم دیا کہ تم سکڑ کر فاصلہ کم کر دو۔ چنانچہ جب فرشتوں نے زمین کو ماپا تو توبہ کی سرزمین جدھر وہ جا رہا تھا ایک بالشت کم پائی گئی۔ اور اس شخص کو خدا کے حکم سے جنت میں داخل کیا گیا۔

(مسلم کتاب التوبہ باب قبول توبہ القاتل)

☆ ایک آدمی کی نماز با جماعت اس کی اکیلی نماز پر ۲۵ یا ۲۷ درجے فضیلت رکھتی ہے۔ کیونکہ جب وہ عمدگی سے وضو کر کے مسجد کی طرف نکلتا ہے اور سوائے نماز کے اور کوئی مقصد نہیں ہوتا تو اس کے ہر قدم کے بدلہ میں اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک خطا معاف کی جاتی ہے۔ اور جب تک وہ اپنی نماز کی جگہ پر رہتا ہے فرشتے اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں کہ اے خدا اس پر رحمت بھیج اور اس پر رحم کر اور جب تک کوئی شخص نماز کے انتظار میں ہوتا ہے تو وہ خدا کی نظر میں حالت نماز میں ہی ہوتا ہے۔

(بخاری کتاب الاذان باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ)

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جس نے عشاء کی نماز با جماعت ادا کی اسے نصف رات کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جس نے عشاء اور فجر دونوں با جماعت ادا کیں اسے پوری رات کی عبادت کا اجر ملے گا۔

(ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب فضل العشاء والفجر فی جماعۃ)

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے لیلۃ القدر کو ایمان کے ساتھ اور محض اللہ سے خیر حاصل کرنے کے لئے عبادت کی، اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دئے جائیں گے اور جس نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور خالصتاً اللہ رکھے اس کے بھی تمام گزشتہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔

(بخاری کتاب الصوم باب من صام رمضان ایمانا)

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "جو عورت اپنے خاوند کے گھر میں سے کوئی چیز راہ مولیٰ میں خوشی سے دیتی ہے جس میں کوئی فساد کا شائبہ نہ ہو تو خاوند کو بھی اجر ملتا ہے اور دینے والی عورت کو بھی اپنی نیک نیت کی وجہ سے اجر ملتا ہے اور امین کو بھی اسی طرح اجر ملتا ہے"۔

(ترمذی ابواب الزکوٰۃ باب نفقۃ المرءۃ من بیت زوجھا)

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء اللہ)

احمدی طلباء و طالبات متوجہ ہوں

نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ، پاکستان نے احمدی طلباء و طالبات کی تعلیمی راہنمائی کے لئے ایک Information Cell قائم کیا ہے تاکہ پاکستان میں اور بیرون ملک دنیا بھر کے تعلیمی اداروں کے بارے میں احمدی طلباء و طالبات کو معلومات فراہم کی جا سکیں۔

دنیا بھر کے احمدی طلباء و طالبات سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ جس جس تعلیمی میدان (مثلاً سائنس، آرٹس، پبلک ایڈمنسٹریشن، بزنس ایڈمنسٹریشن، کمپیوٹر وغیرہ) میں تعلیم حاصل کر رہے ہوں اپنے تعلیمی ادارہ سے متعلقہ معلومات (داخلہ کا طریق کار وغیرہ) خواہ وہ پراسپکٹس کی صورت میں ہوں، پمفلٹ کی صورت میں ہوں یا کسی بھی صورت میں ہوں جلد از جلد ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کو ارسال فرمائیں۔ اسی طرح اگر آپ اپنے تعلیمی ادارہ کے علاوہ کسی اور تعلیمی ادارہ کے بارے میں مذکورہ بالا معلومات بھجوا سکتے ہوں تو ضرور بھجوائیں۔

امید ہے کہ طلباء و طالبات اپنے اس Information Cell کو کامیاب بنانے کے لئے جو بھی نئی نئی معلومات انہیں حاصل ہوتی رہیں گی وہ ہمیں ضرور بھجواتے رہیں گے۔

(ناظر تعلیم، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ پاکستان)

خطبہ جمعہ

تمام نظام کائنات صفات باری تعالیٰ سے پھوٹتا ہے اور کوئی بھی قانون قدرت ایسا نہیں پیش کیا جاسکتا جس کا کسی اسم الٰہی یا صفت الٰہی سے تعلق نہ ہو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۲ جون ۱۹۹۵ء مطابق ۲ احسان ۱۳۷۴ ہجری شمسی بمقام بیت النور (ننسپیٹ، ہالینڈ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ﴿۲۳﴾ (الحشر: ۲۴)

آج اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ ہالینڈ کا سولھواں جلسہ سالانہ منعقد ہو رہا ہے اور کل انشاء اللہ جماعت یو۔کے۔ کی مجلس شوریٰ اور وہ بھی سولھویں مجلس شوریٰ ہے، منعقد ہوگی۔ امیر صاحب کی طرف سے تاکیدی پیغام ملا ہے کہ وہ چونکہ میری وہاں شوریٰ میں عدم موجودگی کو محسوس کریں گے اس لئے ان کے لئے کچھ دلداری کا انتظام ہونا چاہئے۔ پس آج کے خطبے میں جہاں جماعت احمدیہ ہالینڈ کو مخاطب ہوں وہاں مجلس شوریٰ یو۔کے۔ کو بھی مخاطب ہوں اور آج ہی انشاء اللہ یا کل صبح یہاں سے یہ ویڈیو کیسٹ وہاں پہنچا دی جائے گی تو انشاء اللہ وہ میرے اس پیغام کو ویڈیو میں دیکھ بھی سکیں گے اور سن بھی سکیں گے۔

اس مضمون کا جو میں آج چھیڑنے لگا ہوں صفات باری تعالیٰ سے ہی تعلق ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہر مضمون کا صفات باری تعالیٰ سے تعلق ہے۔ تمام نظام کائنات صفات باری سے پھوٹتا ہے اور کوئی بھی قانون قدرت ایسا نہیں پیش کیا جاسکتا جس کا کسی اسم الٰہی سے یا صفت الٰہی سے تعلق نہ ہو تو نظام جماعت بھی صفات باری تعالیٰ ہی کا ایک انعکاس ہے اور وہ اسی وقت تک زندہ ہے اور اسی وقت تک روحانی ہے جب تک صفات باری تعالیٰ سے ایک رسمی نہیں بلکہ حقیقی تعلق قائم رکھتا ہے۔ اس ضمن میں میں گزشتہ خطبے میں جو "سلام" کی بات کر رہا تھا اسی سے متعلق میں چند مزید باتیں کہوں گا۔

"سلام" سے مراد ہے مکمل امن، کسی قسم کا خوف نہیں، تسکین قلب، طمانیت قلب، ہر وہ چیز جو ہر خوف سے آزاد کر دے اور آزاد اپنی ذات میں بھی اندرونی اندیشوں اور ہیجانوں سے آزاد کر دے اس کا اصل کامل نام "سلام" ہے۔ اور سلام کا لفظ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور ذات پر اطلاق نہیں پا سکتا۔ کیوں کہ ایک خدا ہی ہے جو ہر خوف سے پاک ہے اور ہر ضرورت سے پاک ہے۔ اس لئے اس کو کوئی خطرہ نہیں کہ کبھی مجھے کوئی چیز چھوڑ کے چلی جائے اور مجھ میں کمزوری واقع ہو جائے۔ اسی طرح وہ صفات کے لحاظ سے بھی کلیۃً امن میں ہے کیوں کہ اس کی صفات میں کبھی کوئی ایسی تبدیلی پیدا نہیں ہو سکتی جو ایک پرانے خدا کو ایک نئے خدا سے جدا کرنے والی ہو اور یہ کہا جاسکے کہ پہلے تو یہ صفت اس میں بڑی قوت کے ساتھ پائی جاتی تھی اب اس میں کمی واقع ہو گئی ہے۔ اور یہ وہ چیز ہے جو میں نے پہلے بھی بیان کی تھی اللہ کو زمانے سے پاک قرار دیتی ہے اور زمانے سے بالا قرار دیتی ہے۔

ہر دوسرا شخص چاہے بڑی سے بڑی قوت کا مالک ہو اس کی قوت میں انحطاط ہے۔ وہ ایک وقت تک عروج کر رہا ہوتا ہے اور اس عروج کے بعد پھر انحطاط پذیر ہو جاتا ہے۔ جب وہ عروج کر رہا ہوتا ہے تو اس کا ماضی نامکمل رہتا ہے۔ اور ہمیشہ انسان واپس دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے کہ میں تو اتنا کمزور تھا، اتنا کمزور تھا، اتنا کمزور تھا اور رفتہ رفتہ مجھ میں یہ طاقتیں آئیں تو میں مکمل ہوا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ اس کی تکمیل محض ایک نسبتی چیز ہے۔ وہ کبھی بھی مکمل نہیں ہو سکتا جو رفتہ رفتہ ترقی کر کے طاقت پکڑتا ہے۔ وہ ایک ایسی منزل کی طرف رواں ہے جس کا اسے کوئی علم نہیں کہ کمال کہاں ہے اور کس مقام پر جا کر کمال حاصل ہوگا اور کمال سے پہلے اس کا زوال شروع ہو جاتا ہے۔ پس ہر چیز یا بلند ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہے یا زوال پذیر دکھائی دے رہی ہے۔ روز کا سورج بھی ہمیں یہی پیغام دیتا ہے۔ پس نہ سورج کے لئے امن ہے نہ انسانی طاقتوں کے لئے امن ہے جو رفتہ رفتہ ترقی بھی کرتی ہیں اور پھر تنزل بھی اختیار کرتی ہیں مگر ایک خدا کی ذات ہے جو زمانے کے ان تاثرات سے بالا ہے اور اسے زمانے کی تبدیلیاں چھو نہیں سکتیں۔

اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "سلام" کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ سلام وہی ذات ہے جو ہر خطرے سے پاک ہو۔ اندرونی خطرہ ہو یا بیرونی خطرہ ہو۔ اندرونی خطرے کی بات میں نے کھول دی ہے۔ بیرونی خطرے کے لحاظ سے جب تک وہ قادر اور توانا نہ ہو وہ سلام نہیں ہو سکتا۔ جب تک اسے قدرت نہ ہو کہ اگر کوئی چیز اس سے روگردانی کرتی ہے تو وہ اس سے بہتر پیدا کر سکتا ہے اور اگر نہ بھی پیدا کرے تو اپنی ذات میں وہ اس کا محتاج نہیں ہے۔ جب تک یہ نہ ہو اس وقت تک وہ ذات سلام نہیں کہلا سکتی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو سلام کی تعریف فرمائی اس میں حقیقت میں بہت سی دوسری صفات جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں۔ ایک لفظ "سلام" میں بکثرت خدا تعالیٰ کی دوسری صفات تعلق رکھتے ہوئے اپنے جلوے دکھاتی ہیں اور اسلام کو سمجھنا ہو تو "سلام" کو اس پہلو سے سمجھنا ضروری ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فرماتا ہے کہ اللہ نے اسے فرمایا "اسلم قال اسلمت لرب العالمین" (البقرہ: ۱۳۲) اے ابراہیم سلام ہو جا سلامتی میں آ جا۔ "اسلم" اپنے آپ کو میرے سپرد کر دے۔ یہ دونوں معنے ایک لفظ "اسلم" میں شامل ہیں۔ "اسلم" کا مطلب ہے سلامتی میں آ جا اور دوسرا مطلب ہے اپنے آپ کو میرے سپرد کر دے۔ عموماً جو لغات ہیں وہ یہ دونوں معنے الگ الگ بیان کرتی ہیں۔ "سلام" کا ایک مطلب ہے امن اور ایک مطلب ہے سپردگی۔ حالانکہ ایک ہی معنی ہے اس میں دو معنے موجود ہی نہیں، ایک معنے کے دو پہلو ہیں۔ کوئی ذات امن میں آ ہی نہیں سکتی جب تک اپنے آپ کو اللہ کے سپرد نہ کر دے۔ اور وہ ذات جو سلام ہے اس کی حفاظت کے بغیر کوئی نہ کوئی پہلو انسان کا ایسا ہے جہاں سے وہ خوفزدہ رہے گا۔ صرف سلام ذات ہے جو ہر پہلو سے خوف کے خلاف ایک ایسا قلعہ ہے جس کے اندر خوف داخل ہو ہی نہیں سکتا۔ ایسا ایک مضبوط حصار ہے جس کے اندر خوف کو داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

پس جب تک سلام کے ساتھ ایسا تعلق نہ ہو کہ انسان اس کے سپرد اپنے آپ کو کر دے اس وقت تک ہر قسم کے خوف رہتے ہیں۔ اور جتنا زیادہ کوئی سلام کے اندر یعنی اپنے سر کو جھکاتے ہوئے داخل ہوتا ہے۔ سلام سے مراد خدا ہے اور جب میں کہتا ہوں سلام کے اندر داخل ہوتا ہے تو یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ قرآنی محاورہ ہے۔ "الذین جاھدوا فینا" جو ہمارے اندر جدوجہد کرتے ہیں تو مراد یہ نہیں ہے کہ اللہ کی کوئی ایسی جگہ ہے جس میں انسان داخل ہو رہا ہے۔ مراد یہ ہے کہ صفات باری تعالیٰ میں ڈوب رہا ہے اور صفات باری تعالیٰ میں اپنے آپ کو غرق کرتے چلے جانا اور دنیا سے بظاہر غائب اور صفات میں گہرا اندرونی سفر اختیار کرنا یہی دراصل "جاھدوا فینا" کا معنی ہے کہ جو لوگ ہمارے اندر جدوجہد کرتے ہیں ہم خود ان کو پکڑ کر ان کی ہدایت کے سامان کرتے ہیں۔

تو سلام کے پہلو سے یاد رکھنا چاہئے کہ سلام میں بھی جب تک خدا یعنی سلام کی ذات میں مومن اپنے آپ کو غائب نہیں کرتا اس وقت تک جس پہلو سے اس نے اپنے آپ کو الگ رکھا ہوا ہے وہ پہلو اس کا خطرے میں ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی عجیب شان ہے۔ میں نے بتایا تھا کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے میں چونکہ انہوں نے امین خدا کے تعلق سے اپنے آپ کو امانت دار بنایا تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان کے سپرد خزانے کئے ان کے سپرد وہ بھائی کر دئے جو ان کو بددیانت سمجھتے تھے۔ اور ہر ایک دنیا والے کی گردن ان کے سامنے جھکا دی۔ بالکل یہی مضمون حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعلق میں بھی دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اسلم" ابراہیم نے کہا "اسلمت لرب العالمین" میں تو پہلے ہی فرمانبردار ہوں۔ جب آگ میں جھونکنے کا وقت آیا تو اس وقت خدا تعالیٰ نے جو آگ سے مخاطب ہو کے فرمایا ہے یہ حضرت ابراہیم کے اسلام میں داخل ہونے کی بہت عظیم گواہی ہے "یانار کونی برداً وسلاماً علیٰ ابراہیم" (الانبیاء: ۷۰) اے آگ ابراہیم پر ٹھنڈی ہو جا اور سلام بن جا کیونکہ یہ میرا بندہ ہے سلام کا بندہ ہے اور سلام کے بندے کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ پس وہ لفظ سلام بتاتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے حق میں، ان کے اسلام کے حق میں اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم دائمی گواہی دے دی کہ واقعی وہ بندہ اس دعوے میں سچا تھا "اسلمت لرب العالمین"۔

سلام کے تعلق میں جہاں تک نظام جماعت کا تعلق ہے ہم سلام ہی کو نظام جماعت میں کار فرما دیکھتے ہیں اور اس پہلو سے سلام کا ایک گہرا تعلق غنی سے ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات میں سے ایک صفت یا اسماء میں سے ایک اسم غنی ہے۔ غنی وہ شخص ہوتا ہے یا وہ وجود ہوتا ہے جس سے اگر کوئی اپنا تعلق توڑ لے یا اپنی مدد اس کو بند کر دے تو اس کی ذات میں ایک ذرہ بھی فرق نہیں پڑتا۔ اس وقت تعلق توڑنے والا ننگا ہو جاتا ہے اور اس وقت سمجھ آتی ہے کہ دراصل اس کا سہارا اس کو نہیں تھا بلکہ تعلق قائم رکھنے والا اس دھوکے میں مبتلا تھا کہ میری وجہ سے سلام کو کوئی طاقت ملی ہے۔ پس وہ ذات غنی کہلاتی ہے پھر۔ جو سلام ہو وہ غنی بھی ہو گی۔ جس کو کسی ذات سے کسی تعلق میں کوئی خطرہ نہیں وہ از خود غنی بھی بن جاتی ہے۔

پس یہ معنے ہیں جو ہم کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی صفات ایک دوسرے سے پھوٹ رہی ہیں۔ ایک پہلو سے ایک صفت دوسری صفت کو پیدا کر رہی ہے دوسری صفت دوسرے پہلو سے پہلی صفت کو پیدا کر رہی ہے اور ایک دائمی لازم و ملزوم کا تعلق ہے جو زاویہ بدلنے سے بہت ہی دلکش رنگوں میں دکھائی دینے لگتا ہے، نئے نئے خوبصورت رنگ اس سے پھوٹتے ہیں۔ پس غنی وہ ذات ہے کہ جس کو احتیاج کوئی نہیں اور سلام کے یہ معنے یہاں ہونگے کہ خدا کی ذات کو اگر تم اس سے تعلق جوڑو گے تو کوئی فائدہ اس حد تک تو نہیں ہو گا کہ تم اسے کچھ دے سکتے ہو اور جب تم تعلق کاٹو گے تو اس سے کچھ لے نہیں سکتے، اس کی طاقت سے کچھ نکال نہیں سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا کہ خدا تعالیٰ غنی اور مستغنی ان معنوں میں ہے کہ اگر ایک انسان اس سے ساری کائنات جو کچھ بھی ہے وہ مانگ لے، جہاں تک اس کا ذہن جا سکتا ہے مانگ لے اور وہ اس کو دے دے تو اس کی خدائی میں اتنا بھی فرق نہیں پڑے گا جتنا ایک سوئی کو سمندر میں ڈبو کے نکالا جائے اور اس کے ناکے سے، کنارہ جو باریک چونچ ہے اس کی، اس سے جتنا پانی چمٹا رہتا ہے وہ سمندروں میں جتنی کمی کر سکتا ہے اتنی کمی بھی خدائی میں نہیں ہو سکتی اور اگر کوئی تعلق توڑتا ہے تو اتنا بھی نقصان اس کو نہیں پہنچا سکتا۔

> **نظام جماعت بھی صفات باری تعالیٰ ہی کا ایک انعکاس ہے اور وہ اسی وقت تک زندہ ہے اور اسی وقت تک روحانی ہے جب تک صفات باری تعالیٰ سے ایک رسمی نہیں بلکہ حقیقی تعلق قائم رکھتا ہے**

پس سلام اور غنی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم کا تعلق رکھتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ جب قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ سلامتی کے ساتھ تعلق جوڑو، سلام میں داخل ہو جاؤ، تو اس کی ایک تعریف فرماتا ہے اور وہ یہ ہے "ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ" (التوبہ:١١١) اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں بھی خرید لی ہیں اور ان کے اموال بھی خرید لئے ہیں ان کے نہیں رہے اور جنت کو جو سلام ہے وہ اس کے بدلے ان کو عطا ہو گی۔ جنت کو سلام کہنا اس لئے درست ہے بلکہ حقیقت ہے کہ قرآن کریم نے جنت کی تعریف ہی یہ فرمائی ہے کہ وہاں سلام، سلام کے سوا کچھ نہیں ہو گا "سلاماً سلاماً" ہر طرف سلامتی ہی سلامتی ہے۔ پس خدا کے وہ بندے جو وفات پانے لگتے ہیں ان کو بھی یہی فرشتے پیغام دیتے ہیں کہ تم سلامتی میں آ رہے ہو۔

پس سلام کا لفظ تب اطلاق پاتا ہے انسان پر جب وہ اس طرح اپنے آپ کو سپرد کرے کہ نہ اس کی جان اپنی رہے نہ اس کے مال اپنے رہیں۔ اور ابراہیم علیہ السلام کو جو مکمل سلامتی نصیب ہوئی وہ اس بات کا قطعی ثبوت تھا کہ آپ نے اپنی جان بھی پیش کر دی اور اپنے اموال بھی پیش کر دئے، اپنا کچھ بھی نہ رہا۔ ایسی صورت میں جب سلام خدا اس کا جواب دیتا ہے تو سب کچھ اس کا ہو جاتا ہے، کوئی چیز بھی اس کے دائرہ قدرت سے باہر نہیں رہتی، اس کی ہر خواہش خدا پوری فرماتا ہے اور ایسے طریق پر فرماتا ہے کہ انسان کا تصور بھی ان باتوں کو نہیں پہنچ سکتا۔ نہ دنیا میں اس کا کچھ رکھتا ہے نہ دین میں اس کا کچھ رکھتا ہے، نہ روحانی طاقتوں کے لحاظ سے، نہ قلبی طاقتوں کے لحاظ سے، جو کچھ بھی انسان خرچ کرتا چلا جاتا ہے اللہ اسے اور بڑھ کر عطا کرتا چلا جاتا ہے۔

پس سلام ان معنوں میں بھی ہے کہ اس کو جو دو گے وہ ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہر دوسری چیز ضائع ہو سکتی ہے مگر جو خدا کے سپرد کیا جائے وہ کبھی ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہر دوسری چیز کم ہو سکتی ہے مگر جو خدا کے سپرد کیا جائے وہ کم بھی نہیں کیا جائے گا، وہ کبھی ضائع نہیں ہو سکتا۔ ہر دوسری چیز کم ہو سکتی ہے مگر جو خدا کے سپرد کیا جائے وہ کم کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس "سلام" کا تعلق رحمانیت اور رحیمیت سے بھی ہے اور یہ مضمون چونکہ پھر زیادہ وسیع ہو جائے گا اس لئے میں مختصراً اسی حوالے سے رحیمیت سے اس کا تعلق بتاتا ہوں کہ زمیندار جو بیج پھینکتا ہے، جو کوئی دانہ مٹی میں ملا دیتا ہے، رحیم خدا اس میں سے کچھ بھی رکھتا نہیں بلکہ جو رکھتا ہے اس سے بہت زیادہ عطا کر دیتا ہے۔ جو رکھتا ہے دراصل وہ نقص والے دانے کو رکھ لیتا ہے اسے واپس نہیں کرتا کیونکہ نقص والے دانے اگر پھوٹیں تو نقص والے بیمار بیج پیدا کریں گے۔ ان میں سے صحت مند کو اختیار فرماتا ہے اور صحت مند کو پھر اتنا بڑھا دیتا ہے کہ اس کے مقابل پر جو دانے رکھے گئے ان کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہتی۔ یہی نظام ہے جو پیدائش اور تولد کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ ارب ہا ارب جراثیم بظاہر ضائع ہو رہے ہیں اور ان کے بدلے انسان کو جو ازدواجی تعلقات میں منسلک ہو کچھ بھی نہیں ملتا۔ لیکن لوگوں کو یہ علم نہیں کہ خدا کا یہ نظام وہاں بھی کار فرما ہے کہ ہمیشہ اس کو واپس کرتا ہے اولاد کی صورت میں جو سب سے اعلیٰ ہو۔ یعنی اس مادے کے اندر جتنے بھی جراثیم ہیں ان کی دوڑ کرواتا ہے، ان کا مقابلہ کرواتا ہے ان میں سے جو کمزور ہیں، جو ناقص ہیں وہ وہاں اس مقام تک پہنچ ہی نہیں سکتے جہاں جا کر پھر بچے کی شکل اختیار کرنی ہے اور جو پہنچ جاتے ہیں غلطی سے یا کسی آدمی میں کمزور ہی کمزور ہوں سب جراثیم تو پھر وہ پنپتے نہیں۔ پنپیں گے تو بیمار بچے کو پیدا کریں گے۔ لیکن اس میں بھی ایک خاص اللہ کا فضل ہے جو بیمار بچے کی صورت میں بھی ہمیں دکھائی دے رہا ہے۔ بیمار بچہ پیدا کرنے کا نقص خدا کا نہیں قانون قدرت کا نہیں۔ وہ جو کچھ بھی گیا تھا اس میں سے سب سے اچھا وہ بھی بیمار ہی تھا تو اسے لوٹا کر ہمیں سبق دیا گیا ہے کہ تمہیں اندر سے زیادہ سے زیادہ جو صلاحیت تھی وہ یہ تھی۔ اور اس صلاحیت کو کم سے کم اس شکل میں دے دینا کہ وہ باہر نکل کر ایک آزاد زندگی اختیار کر سکے۔ یہ بھی اللہ کا فضل اور رحم ہے ورنہ تمہاری صلاحیت سے یہ بات بڑھ کر تھی۔

پس جو یہ نظام ہے کہ خدا رکھتا نہیں واپس کرتا ہے یہ تمام کائنات پر حاوی ہے اس میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ جو رکھتا ہے اس سے بہتر واپس کرتا ہے۔ اور جو رکھتا ہے اس کے رکھنے میں فضل ہے۔ پس جتنے بھی بیج ہیں یا پھل نشوونما پاتے ہیں یا کائنات میں جتنی بھی زندگی کی قسمیں ہیں یہ امتحانات میں آزمائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ہمیشہ جو سب سے بہتر ہو وہ نشوونما پا کر آئندہ زمانے میں اس جنس کی نمائندگی کا حق حاصل کرتی چلی جاتی ہے۔ یہ ایک نظام ہے کوئی اتفاقی حادثہ نہیں۔ پس ڈارون نے جب کہا کہ Survival of The Fittest تو اس کو کچھ بھی نہیں پتہ تھا کہ Fittest ہوتا کیا ہے۔ اس نے Survival of The Fittest کو اتفاقی حادثات یا موسمی حادثات کا نتیجہ قرار دیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ Fittest کا نظام اتنا گہرا ہے اور اتنا باریک در باریک ہے کہ اگر آپ سارے اس نظام پر غور کریں تو اتفاقی حادثہ کے نتیجے میں Fittest کے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اتفاقی حادثات کے نتیجے میں اکثر گندے اور بیمار اور ناقص وجود اوپر آئیں گے اور شاذ کے طور پر کوئی اچھا وجود اوپر ابھرے گا۔ مگر یہ بحث پھر طویل ہے اس کو میں چھوڑتا ہوں۔ اتنا اشارہ کافی ہے کہ "سلام" کے دائرے میں جب آپ داخل ہو جاتے ہیں اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں تو پھر آپ کی ہر چیز کا نگہدار وہی بن جاتا ہے، ہر خطرے سے آپ کو بچاتا ہے، آپ کے اندرونی نقص پر بھی نظر رکھتا ہے کیونکہ آپ نے اندرونی طور پر بھی اپنے نفس کو ترک کر کے اس کے حضور سر تسلیم خم کر دیا۔ تو ایسا شخص جو سلام کے تعلق میں آ جائے، سلام کی چادر اوڑھ لے، اس کو پھر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ اس کے تمام کام پھر اللہ خود بناتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال میں نے دی تو سلام کی تعریف اللہ نے یہ فرمائی "ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ" کہ مومنوں سے خدا نے انت کی جانوں کا بھی سودا کر لیا ہے، ان کے اموال کا بھی سودا کر لیا ہے اور چونکہ وہ سلام ہے اس لئے غنی ہے۔ نظام جماعت کو کوئی شخص اپنی مدد کا ہاتھ کھینچ کر یا اپنی دولت واپس لے کر یا مالی مدد سے ہاتھ اٹھا کر ایک ادنیٰ ذرہ بھر بھی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہاں اپنا نقصان کرے گا۔

پس مجلس شوریٰ جو یو۔ کے۔ میں منعقد ہو رہی ہے میں ان کو پوری طرح حوصلہ دلاتا ہوں کہ اپنے طور پر وہی کریں جو خدا کرتا ہے۔ یعنی سلام کے جو طور اور انداز ہیں وہ اختیار کریں ناقص بیج کو بے وجہ اس خوف سے کہ ہمارے اندر کمی نہ آئے اوپر نہ لائیں۔ اور جو اچھا ہے آپ کی نظر میں چاہے کمزور بھی ہو اگر تقویٰ رکھتا ہے اور خدا کی سلامتی کی تعریف میں داخل ہے اس کے اوپر اعتماد کریں۔ تمام برکتیں ایسے عہدیداران سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو سپرد کیا ہوا ہے۔ کیونکہ ان کے گرد خدا کی سلامتی کا دائرہ ہے، جو ان کی حفاظت کر رہا ہے، ان کے گرد خدا کی سلامتی کی ایک فصیل ہے جو ان کو ہر خطرے سے بچائے ہوئے ہے۔ پس ایسے لوگ جب نظام جماعت میں کام کرتے ہیں تو ان کے کاموں میں بھی وہی سلامتی کی برکتیں ملتی ہیں۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ تو دنیا داری ہے جو آپ لوگ چندوں پہ زور دیتے ہیں چندہ نہ دیا جائے یا کمزوری دکھائی جائے تو کہتے ہیں تم ووٹ نہیں دے سکتے۔ یہ بھی دراصل ان کا تکبر ہے۔ اور وہ یہ نہیں سمجھتے کہ جب وہ چندہ دیتے ہیں تو اللہ کو اس کی کوئی حرص نہیں ہے۔ دو اصول پیش نظر رکھنے چاہئیں اللہ اگر چاہتا تو اپنے نظام کو کبھی بندے کی احتیاج سے اس طرح بھی کلیۃً پاک کر سکتا تھا کہ کسی سے چندہ مانگنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی تو جہاں سے چاہتا جس طرح چاہتا اپنے نظام کی ضرورتیں پوری فرما سکتا تھا۔ پھر چندے کا نظام کیوں ہے۔ اس لئے کہ سپردگی کا امتحان ہے اور بغیر اس امتحان میں کامیاب ہوئے کوئی شخص سلامتی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ سپردگی میں جان بھی ہے اور مال بھی۔ پس جب خدا کہتا ہے کہ تم سے میں نے سپردگی کا سودا کیا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ہر شخص از خود ہی اس میں پاس ہوتا چلا جائے اس کا کوئی امتحان نہ ہو۔ پس خدا مال لیتا ہے اس امتحان کی وجہ سے کہ واقعۃً تم نے سپرد کیا ہے یا نہیں کیا۔ اگر سپرد کر بیٹھے ہو تو پھر اگلا قدم یہ ضمانت کا ہے کہ چونکہ تم سلامتی کے

محمد صادق جیولرز

MOHAMMAD SADIQ JUWELIER

Groß-und Einzelhandel Gold und silber-Schmuck. An-und Verkauf

Near Karstadt Hinter der Markthalle 2

Anfahrt uber Rosenstraße. 20095 Hamburg

Tel: 040/30 399820 (Frankfurt Office: 069 685893)

امتحان میں پورا اترے اور اپنے آپ کو مالی لحاظ سے بھی خدا کے سپرد کر دیا اس لئے اب سے تمہاری مال کی حفاظت کا ذمہ دار خدا ہے۔ تمہاری ساری ضرورتیں وہ پوری کرے گا، تمہیں ہر نقصان سے وہ بچائے گا۔ اور وہ لوگ جو اپنا تجربہ رکھتے ہیں اور دوسروں کا بھی تجربہ رکھتے ہیں جو جماعت احمدیہ کی تاریخ سے واقف ہیں وہ قطعی طور پر خدا کے پاک ناموں کی قسمیں کھا کر یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ اس وعدے میں خدا ہمیشہ سچا نکلتا ہے کبھی اپنی راہ میں خلوص کے ساتھ قربانی کرنے والوں کو ذلیل و رسوا نہیں کرتا بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگ جو ولی بن جاتے ہیں یہ ولی بھی ایسے لوگوں کی تعریف ہے جو اپنے آپ کو سپرد کر دیتے ہیں تو انبیاء سے نیچے نیچے وہ ولی کہلاتے ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ولی کی اولاد کو سات پشتوں تک بھوکا نہیں رکھتا اور سات پشتوں تک ان کو دوسروں کے سامنے ذلیل اور رسوا نہیں ہونے دیتا۔ لیکن اس مضمون میں بعض استثناء بھی دکھائی دیتے ہیں۔ وہ کیوں ہیں۔ اس بحث کو میں یہاں نہیں چھیڑنا چاہتا، غالباً اپنے ایک پرانے خطبے میں میں نے تفصیل سے اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی۔

تمام برکتیں ایسے عہدیداران سے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو سپرد کیا ہوا ہے کیونکہ ان کے گرد خدا کی سلامتی کا دائرہ ہے جو ان کی حفاظت کر رہا ہے۔ ان کے گرد خدا کی سلامتی کی ایک فصیل ہے جو ان کو ہر خطرے سے بچائے ہوئے ہے۔ پس ایسے لوگ جب نظام جماعت میں کام کرتے ہیں تو ان کے کاموں میں بھی وہی سلامتی کی برکتیں ملتی ہیں

اب میں واپس آتا ہوں اس طرف کہ جماعت کو جو ضرورت ہے وہ ضرورت اللہ نے پوری کرنی ہے اور نظام جماعت "سلام" میں داخل ہے۔ اگر نظام جماعت کا کوئی نمائندہ اس وجہ سے کسی شخص سے نظام کے خلاف رعایت کا سلوک کرتا ہے، سمجھتا ہے کہ اس کی ضرورت ہے، اس کے سامنے جھکنا چاہئے، وہ امیر ہے، وہ صاحب ثروت ہے، وہ سیاسی لحاظ سے تعلق والا ہے، اس لئے اس کے سامنے اگر نظام بعض باتوں سے آنکھیں بند کر لے اور اس کے فوائد پر نظر رکھتے ہوئے اس سے نرمی کا سلوک کرے تو یہ شرک ہے، یہ سلام کے مضمون کے خلاف ہے۔

جہاں تک قانون کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ کے جاری کردہ قانون میں اگر کوئی شخص صرف نظر کرتے ہوئے اندرونی خطروں کے نتیجے میں جو اس کے دل میں کہیں نہ کہیں پنپ رہے ہیں اس ڈر سے کہ اس بڑے آدمی سے اگر نظام جماعت کا عام سلوک کیا گیا تو یہ منہ موڑ لے گا، اس کی اولاد چلی جائے گی، اس کا جتھہ ہاتھ سے جاتا رہے گا، جب کوئی شخص ایسی بات سوچتا ہے تو مشرک ہو جاتا ہے۔ اس کا حضرت ابراہیم اور ابراہیمی سلام سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں رہتا۔ پس بعض دفعہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسے معاملات میں میں سختی کرتا ہوں حالانکہ میری طبیعت میں کوئی سختی نہیں ہے مگر میری مجبوریاں ہیں۔ میں اس بات پر مامور فرمایا گیا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی صفات حسنہ کے تابع نظام جماعت کو رکھوں ورنہ یہ نظام تمام برکتوں سے محروم رہ جائے گا۔ اس لئے اس کے معاملے میں میرے دل میں کوئی رعایت نہیں ہے، کوئی خوف نہیں ہے۔

بارہا ایسا ہوا ہے کہ بعض بظاہر دنیا کے لحاظ سے بڑے آدمیوں نے غلطی کی ان کی اولادوں نے ایسی غلطی کی جن کے نتیجے میں ان کو سزا ملنی چاہئے تھی اور سفارشیں آئیں کہ یہ تو بڑے خاندان کے سربراہ لوگ ہیں، بہت امیر لوگ ہیں، بہت با اثر لوگ ہیں، ان سے اگر صرف نظر کیا جائے تو بہتر ہے نظام جماعت کے لئے بہتر ہے۔ ان کو میں نے لکھا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس بات کے اہل ہی نہیں ہو کہ نظام جماعت کی ذمہ داریاں ادا کرو۔ جس وقت تم اس شرک میں مبتلا ہوئے کہ کچھ چوہدری اتنے بڑے ہیں، کچھ ٹھیکے دار اتنے بڑے بڑے ہیں، کچھ سیاست دان ایسے بڑے بڑے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ نرمی نہ کی گئی تو سارے علاقے میں احمدیت کو نقصان پہنچے گا اسی وقت تم نے اپنے آپ کو ہلاک کر لیا اور نظام جماعت کا جہاں تک تعلق ہے اس کی فکر خدا پہ چھوڑو۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے کیسے، کہاں کہاں سے نظام جماعت پر فضل فرمانے ہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ نظام جماعت کو خطرے کہاں کہاں سے ہیں۔ اس کی خاطر اس کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتے ہوئے اگر آپ نظام کی حرمت اور اس کے وقار کی حفاظت پر مستعد رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود آپ کی بھی حفاظت فرمائے گا اور نظام جماعت کو ہر خطرے سے بچائے گا اور ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔

پس آج تک کبھی میں نے نظام جماعت کو کسی کا محتاج نہ سمجھا نہ کسی کو اجازت دی کہ وہ اس طرح سمجھ کر محتاج ہونے دے اور ایک ذرہ بھی پرواہ نہیں کی کہ نظام جماعت میں عمل داری میں کوئی شخص شاکی ہو کر، ناراض ہو کر منہ موڑتا ہے، مدد سے ہاتھ کھینچتا ہے یا اپنی اولاد کو برباد کرتا ہے۔ کرتا ہے تو وہ ذمہ دار ہے لیکن خدا کے خزانوں میں کوئی کمی نہیں آ سکتی اور جہاں بھی ایسا واقعہ ہوا ہے وہاں ساری جماعت کی تاریخ گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو ذلیل و رسوا کر دیا ان کے سارے تکبر توڑ دئے اور جماعت پہلے سے بہت بڑھ کر ترقی کر چکی ہے اور کرتی چلی جا رہی ہے۔

پس نظام جماعت کا جہاں تک تعلق ہے اس کا احترام ہالینڈ میں بھی اسی طرح لازم ہے جس طرح یو۔ کے۔ میں لازم ہے اور مجلس شوریٰ کے دوران خاص طور پر اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ وہی سلسلے کے مخلصین آگے آئیں جو اگر اپنی سپردگی میں یعنی سلامتی میں کامل نہ بھی ہوں تو کم سے کم سلامتی کی طرف سفر اختیار کر چکے ہیں۔ انچ انچ، ذرہ ذرہ، کچھ نہ کچھ اس طرف بڑھ رہے ہیں۔ وہی ہیں جو اس لائق ہیں کہ خدا کی سلامتی کے نظام میں یعنی اسلام میں ان کو نمائندگی ملے، ان کو خدمت کے مواقع ملیں اور انہی کی خدمتیں ہیں جو برکت کا موجب ہونگی باقی خدمتوں کی ہمیں کوئی بھی پروا نہیں ہے۔ لیکن جب ہم کہتے ہیں کہ خدمتوں کی پرواہ نہیں تو یہ مراد نہیں ہے کہ ان لوگوں کی پرواہ نہیں۔ اس سلسلے میں میں قرآنی آیات کے حوالے سے کچھ مزید آخر پر جا کر یہ مضمون کھولوں گا۔

اب میں قرآن کریم کی وہ آیات جہاں لفظ غنی کا استعمال ہوا ہے اور سلامتی کے تعلق میں ہمیں یہ لفظ کیا پیغام دیتا ہے وہ پڑھ کر آپ کو سناتا ہوں۔ سورہ فاطر سولہویں (۱۶) آیت میں ہے "یاایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ۔ واللہ ھو الغنی الحمید" اے بنی نوع انسان یاد رکھو کہ تم فقیر ہو اللہ کے حضور "واللہ ھو الغنی الحمید" اور اللہ ہی ہے جو غنی بھی ہے اور حمید بھی ہے۔ غنی اگر کوئی حقیقت میں ہو تو وہ ہر چیز کا مالک ہوتا ہے اور ہر چیز اس کی ہو جاتی ہے، اس کی ہو تو وہ غنی کہلا سکتا ہے۔ اگر کوئی چیز اس کی نہ ہو تو اس کی طرف اس کی نظر ہو گی اور جس کی کسی ایسی چیز کی طرف نظر ہو جو اس کی نہیں ہے وہ غنی نہیں کہلا سکتا۔ پس مومن پھر کیسے غنی بنے گا۔ جب سب کچھ خدا کا ہے اور بندے کا یا تمام انسانوں کا بحیثیت مجموعی یعنی اجتماعی طور پر یا انفرادی طور پر کچھ بھی نہیں ہے تو خدا کی اس صفت کی پیروی کیسے کی جا سکتی ہے، کیسے اس صفت سے تعلق جوڑا جا سکتا ہے۔

میں اس بات پر مامور فرمایا گیا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی صفات حسنہ کے تابع نظام جماعت کو رکھوں ورنہ یہ نظام تمام برکتوں سے محروم ہو جائے گا

اس مضمون کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یوں بیان فرمایا "الغنی غنی النفس" کہ مومن کا جہاں تک تعلق ہے اس کی غناء نفس کی غناء سے پیدا ہوتی ہے یعنی احتیاج کے باوجود اگر وہ غیر اللہ سے اپنے آپ کو اس طرح بالا کر دے کہ اس کی کوئی اچھی چیز کی بھی حرص اس کے دل میں پیدا نہ ہو اس کے مال اور دولت اس کے دل پر رعب نہ پیدا کر سکیں۔ اس کی کوٹھیاں، اس کی کاریں، اس کی رہائش کے انداز، اس کے دبدبے، اس کے سیاسی تعلقات، اس کی عقل، اس کا علم کوئی چیز بھی اس پر ایسا رعب نہ ڈال سکے کہ اسے احساس محرومی ہو۔ کیوں کہ وہ جب اللہ کا ہو چکا ہے تو یہ احساس کہ میں سلام کا نمائندہ ہوں یہ اسے ہر دوسری چیز سے مستغنی کر دیتا ہے اور ہر حال میں اپنے رب کے حضور راضی رہنے پر اس کو طمانیت قلب نصیب کرتا ہے۔ ایک راضی رہنا ہے جو منہ سے کہا جاتا ہے کہ اچھا جس طرح بھی اللہ کی مرضی ہم راضی ہیں لیکن دل بے چین رہتے ہیں۔ لوگ اپنے عزیزوں سے جو وفات پا جاتے ہیں جدائی کا صدمہ محسوس کرتے ہیں۔ ہر وقت آگ لگی رہتی ہے لیکن منہ سے یہی کہتے ہیں کہ اچھا پھر جس طرح خدا کی رضا اسی میں ہم راضی۔ اور بعض لوگ مہلک بیماریاں لگا بیٹھتے ہیں۔ غم اپنی ذات میں تو کوئی گناہ نہیں ہے، شرک نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی رحمت اور شفقت کے نتیجے میں روتے تھے، اپنے بچے کی جدائی پر بھی آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے مگر جب کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ! ! تو آپ نے فرمایا، یہ رحمت کی نشانی ہے۔ اس میں اس بچے کے لئے کوئی ایسا احتیاج نہیں ہے کہ یہ ہاتھ سے گیا تو میں بے چین ہو گیا لیکن ایک رحمت ہے اور جس کا رحمت سے حصہ نہیں اس کے پاس کچھ بھی نہیں، وہ محروم ہے۔

MARMALADE - YOGHURT - KONFITURE
FILLER
FULLY AUTOMATIC FILLING AND SEAMING
HAMBA 2400 TUMBLE FILLER
OUTPUT: 2.400 TUMBLER PER HOUR
VOLUME: 55mm/75mm ALSO 95 mm
REQUIREMENT: 3 kw - WEIGHT: 600 kg
FOR FURTHER INFORMATION, PLEASE CONTACT:
2nd HAND MAC
BONGARTSTR. 42/1, 71131 JETTINGEN, GERMANY
TELEPHONE AND FAX NO. 07452/78184

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS
AND C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TELEPHONE
081 478 6464 & 081 553 3611

پس رحمت کا مضمون اور غناء کا مضمون ایک تعلق رکھتا ہے اور اسی مضمون کو میں آگے جاکر قرآنی آیت کے حوالے سے کھولوں گا۔ سردست میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم فقیر ہو اللہ غنی ہے اور حمید ہے یعنی خدا کو تمہاری احتیاج بالکل نہیں ہے لیکن حمید ہے وہ قابل تعریف ہے۔ اس کے دو معنے بنتے ہیں ایک یہ کہ اس کی صفات حمیدہ اس بات کا تقاضا کر رہی ہیں کہ تم سے پیار کرے، تم سے تعلق جوڑے، تمہاری نگہداشت کرے، اس لئے نہیں کہ خدا تمہارا محتاج ہے بلکہ اس کی صفات حمیدہ از خود اس کے اندر جھک کر اپنی کمزور مخلوقات سے تعلق رکھنے پر اس کو آمادہ کرتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ وہ اتنا غنی ہے کہ اگر تم تعریف روک لو اور ناشکری کا اظہار کرو تو ایک ذرہ بھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتے جو اپنی ذات میں حمید ہو اس کے اندر ایک ایسی عظمت کردار پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ دوسروں کی نظر سے بھی مستغنی ہو جاتا ہے، ان کو پتہ لگے نہ لگے وہ مستغنی ہوتا ہے۔

> **اللہ بہتر جانتا ہے کہ نظام جماعت کو خطرے کہاں کہاں سے ہیں۔ اس کی خاطر اس کے بنائے ہوئے قوانین پر عمل کرتے ہوئے اگر آپ نظام کی حرمت اور اس کے وقار کی حفاظت پر مستعد رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ خود آپ کی بھی حفاظت فرمائے گا اور نظام جماعت کو ہر خطرے سے بچائے گا اور ہمیشہ یہی ہوتا ہے**

اب لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں نے پہلے بھی محاورہ آپ کے سامنے رکھا تھا، پنجابی کا ہے لیکن ہے اچھا دلچسپ محاورہ کہ "ستے پتر دامنہ کیہ چمناں" جو بچہ سویا ہوا ہے اس کو پتہ ہی نہیں کیا کر رہا ہے لیکن مائیں تو چومتی ہیں اس لئے نہیں کہ ان کو اس بچے کی Appriciation کی احتیاج ہے۔ اس لئے کہ وہ حمید ہے اس معنوں میں کہ ان کی صفات حمیدہ اس بچے سے بغیر کسی عوض کے پیار کرنے پر ان کو مجبور کرتی ہیں تو وہاں تھوڑی سی جھلکی ماں کی رب اور رحمان خدا سے ہمیں دکھائی دیتی ہے کیوں کہ رحمی تعلق کے لحاظ سے انسانی رشتوں میں سب سے قریب تر رشتہ ماں کا بچے سے ہے اور وہاں اس کو یہ پرواہ نہیں ہوتی کہ بچے کو پتہ بھی ہے کہ نہیں۔ کئی مفلوج بچے میں نے ایسے دیکھے ہیں اس سفر کے دوران بھی مجھے دکھائے گئے ان کو کوئی ہوش نہیں تھی، کچھ پتہ نہیں تھا اور ان کو سنبھالنا بہت تکلیف دہ کام ہے مگر مائیں تھیں جو فدا تھیں اور جانتی ہیں کہ اگر یہ فوت ہو جائے تو ہمیں نجات مل جائے گی مگر زندگی کی دعائیں کرتی ہیں یہ حمید صفت کا ایک اظہار ہے لیکن معمولی سا۔

اللہ تعالیٰ تمام مخلوق سے جو تعلق رکھتا ہے احتیاج کے نتیجے میں نہیں غنی ہونے کے باوجود لیکن انسان ہر تعلق میں اپنے آپ کو یہ نہیں دکھا سکتا کہ میں غنی ہوں پھر بھی تعلق رکھتا ہوں ماں اگر رکھتی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے، کچھ عرصے کے لئے، مگر اس میں بھی درجہ کمال کو نہیں پہنچتی اور بسا اوقات جب تک اس کی ضرورتیں پوری کرنے والا بچہ ہو اس وقت تک تعلق رہتا ہے، جس حد تک وہ کم ہو جائے اتنا ہی وہ کم تعلق ہوتا چلا جاتا ہے۔ بعض مائیں کہتی ہیں سب بچے برابر لیکن جو خدمت کر رہا ہے اس سے زیادہ پیار ہوتا ہے۔ جو اور صفات حسنہ اختیار کر کے ماں کا نام روشن کرنے والا ہے اس سے زیادہ پیار ہوتا ہے۔ تو "غنی حمید" کا یہ معنی انسانی لحاظ سے ایک عارضی معنی ہے مگر اللہ تعالیٰ جہاں شکر گزار ہے وہاں بندے کی خوبیوں کے لئے ان پر رحمت سے جھک کر ان کو قبول فرماتا ہے مگر احتیاج کی خاطر نہیں۔ اس لئے غنی حمید کا اکٹھا محاورہ خدا کی صفات کو انسانی صفات سے ممتاز کر دیتا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں ورنہ اگر ان "غنی حمید" کو جوڑ کر نہ پڑھیں تو یہ سوال اٹھ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی تو اپنے انبیاء کی بڑی قدر کرتا ہے اپنے لئے قربانی کرنے والوں کی بڑی قدر کرتا ہے۔ تو "غنی حمید" کا اکٹھا محاورہ ہمیں بتا رہا ہے وہ کرتا ہے غنی ہونے کے باوجود، ضرورت نہیں ہے۔ اور اس پہلو سے اس کا تعلق رکھنا اسے اور بھی زیادہ حمید بنا کر دکھاتا ہے۔ یعنی اپنے ایسے بندوں سے تعلق جوڑ لیتا ہے جن کا تعلق اس کی ذات میں اس کی شان میں، اس کی کبریائی میں ایک ذرہ بھی اضافہ نہیں کر سکتا۔ لیکن ان سے جھکتا ہے اور ان کی بڑی شان بیان کرتا ہے یہاں تک کہ نسلاً بعد نسل ان پر درود بھیجتا ہے اور یہ تعلق حضرت ابراہیمؑ کے حوالے سے پھر دوبارہ آ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم کے اوپر سلام بھیجا گیا ہے، ایسا سلام جو آنے والی نسلیں بھی اس پر بھیجیں گی اور درود شریف میں جو ابراہیم کا نام سلام کے تعلق میں بیان ہوا ہے یہ خدا کے اس وعدے کے پورا کرنے کا ایک نظارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ابراہیم سے وعدہ کیا تھا کہ تو نے میرے ساتھ سلام کا تعلق باندھا ہے، میں اس تعلق کی قدر کروں گا اور قیامت تک لوگ تجھ پر سلام بھیجتے رہیں گے۔ پس بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ درود میں ابراہیم کا نام کیوں آیا۔ اس کی وجہ یہ ہے سلام تو سب نبیوں کے لئے آتا ہے یعنی قرآن کریم پڑھ کے دیکھ لیں ہر جگہ سلام کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے کہ سلامتی میں داخل ہوئے تھے تو اس پر سلام بھیجا گیا مگر ایسا سلام کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نام کے ساتھ بریکٹ کر کے اور کسی نبی کا ذکر نہ کرنا اور صرف ابراہیم کا کرنا یہ ایک ایسی عظیم امتیازی شان ہے جو اسی مکالمے کی یاد دلاتی ہے "اسلم قال اسلمت لرب العالمین" جب تیرے رب نے ابراہیم نے کہا کہ اسلام قبول کر، کہا میں تو اسلام قبول کر چکا ہوں۔ اتنا کامل اسلام جیسا ابراہیم کا تھا کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا سوائے محمدؐ رسول اللہ کے۔ پس ایک دین سلام ابراہیم کا تھا، ایک دین سلام جو اسلام بن کر ابھرا وہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کا دین ہے۔ اور اس کا نقطہ یہی ہے کہ خدا کے سپرد اپنا سب کچھ کر دیا جانتے ہوئے کہ یہ کچھ بھی نہیں ہے۔ خدا کی خدائی میں اس سے ایک ذرے کا بھی اضافہ نہیں ہو سکتا تھا ابراہیم اگر منہ موڑ لیتا تو خدا کو کیا نقصان پہنچتا تھا مگر دل کی گہرائی سے یہ کہا ہے کہ میں سلام قبول کر چکا ہوں اسلام لے آیا ہوں تجھے سلام جانتا ہوں تجھ میں اپنا سلام دیکھتا ہوں اور خدا نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سلامتی سے اس کا نام رکھا اس قدر بڑھا کر دینے والا ہے وہ۔ تو وہ غنی پھر کیوں نہ ہو۔ جو بظاہر اس کے سپرد ہوتے ہیں۔ یعنی اپنا سب کچھ اس کے سپرد کرتے ہیں ان سے وہ ایسا سلوک فرماتا چلا جاتا ہے کہ وہ ان کی قربانی خدا سے سلوک کے مقابل پر حقیر اور اور بھی حقیر ہوتی چلی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی کوئی بھی حیثیت باقی نہیں رہتی۔ جو کچھ ابراہیم کو عطا ہوا ہے اس کے مقابل پر جو ابراہیم نے خدا کو دیا تھا اس کا موازنہ تو کر کے دیکھیں، کچھ بھی نہیں تھا۔ یعنی دنیا کی قدروں کے لحاظ سے اگر ناپا جائے صرف ایک روح کی قدر تھی جو عظیم الشان تھی اور اسی قدر پر خدا نے نظر رکھی اور اسی قدر کے نتیجے میں ظاہری قربانی معمولی ہونے کے باوجود بے انتہا عطا فرمایا۔

پس یہ خدا جو سلام بن کر ابھرتا ہے یہ غنی ہوتے ہوئے حمید ہے، یہ نکتہ ہے جو آپ کو اچھی طرح ذہن نشین کرنا چاہئے۔ اگر آپ کسی سے غنی ہوں اور پھر حمید بھی ہوں تو ایسے شخص سے آپ متکبر نہیں ہو سکتے۔ پس جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم سب لوگ اپنی قربانیاں روک لو میرا کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکو گے وہاں اپنی رحمانیت کا بھی حوالہ دیتا ہے۔ پس وہ اگلی آیت جس میں یہ مضمون ہے سورہ محمدؐ سے لی گئی ہے آیت انتالیس (۳۹)۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ھا انتم ھٰؤلاء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم..... الخ۔ (آیت)

کہ دیکھو "ھاانتم ھٰؤلاء" سنو تم وہ لوگ ہو کہ جن کو بلایا گیا ہے اس طرف "لتنفقوا فی سبیل اللہ" کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ اب "ھاانتم ھٰؤلاء" سے پتہ چلتا ہے کہ اعزاز ہے جس کا ذکر ہو رہا ہے۔ اے لوگو تم سوچ نہیں رہے کہ کتنا بڑا اعزاز ہے کہ خدا نے تمہیں چن لیا قربانیوں کے لئے، تمہیں فرمایا کہ تم آؤ، تم سے توقعات رکھیں اور پھر بدنصیب ایسے ہیں تم میں سے "فمنکم من یبخل" کہ تم میں سے ایسے بھی ہیں جو بخل کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں بخل کرنا ثابت کرتا ہے کہ وہ اللہ کو معطی نہیں سمجھتے بلکہ اپنے گھر کی کمائی سمجھتے ہیں۔ اپنے ہاتھ کی ہوشیاری، اپنے ذہن کی چالاکی سمجھتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم نے تو بڑی محنت سے کمایا ہے، بڑے دن رات جاگے، اس کے لئے ہوشیاریاں کیں باقی سب بے وقوفوں کو کیوں نہ دولتیں مل گئیں ہمارے ذہن کی جو بالادستی ہے، برتری ہے اس نے ہمیں یہ سب کچھ عطا کیا ہے اور وہ آ جاتے ہیں چندے مانگنے۔ وہ جب یہ کہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ" کہ یاد رکھو جو تم میں سے بخل کرے گا وہ اپنے آپ سے بخل کر رہا ہے خدا سے بخل نہیں کر رہا۔ اس ذات سے تعلق توڑ رہا ہے جو دینے والی ہے۔ جب اس کے سامنے تم سر اٹھاؤ گے تو دو باتوں میں سے ایک چیز ضرور ہوگی اور یہ بخل کرنے کا جو مضمون ہے یہ دو طرح سے کھلتا ہے۔ اول یہ کہ ایسے شخص کی دولت اس کو کبھی کوئی سکون نہیں پہنچا سکتی۔ ہزار قسم کی آلائشیں لگ جاتی ہیں اس دولت میں کئی قسم کے نقصانات، کئی قسم کے فکر، کئی قسم کی بددیانتیاں اور پھر حکومت کی پکڑ کا خوف اور مصیبتیں اور اولاد کی برکت جاتی رہتی ہے، گھروں کے سکون اٹھ جاتے ہیں۔ اور ایسی دولت کے متعلق سمجھ نہیں آتی کہ اس سے سکون خریدا کیسے جائے۔ کیونکہ جو بخل ہے، جو خدا سے بخل کرتا ہے وہ دنیا میں بھی بخیل ہو جاتا ہے۔ اور اس کی دولت ایسی ہے جیسے بنک میں جمع ہے۔ اس سے اس کو کوئی بھی فائدہ نہیں تو ایک تو یہ طریق ہے جس سے خدا بتاتا ہے کہ تم دراصل اپنے خلاف بخل کرتے ہو۔ دوسرا یہ ہے کہ بعض دفعہ ایک شخص کو بچانا ہو تو اس کی دولت میں کمی آنی شروع ہو جاتی ہے اسے نقصان کے ابتلاء آتے ہیں اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ مجھ پر بڑی مصیبت ٹوٹ پڑی حالانکہ وہ خدا کی طرف سے آزمائش جو اپنے کسی بندے کی نیکی کی وجہ سے

SUPPLIERS OF FROZEN AND FRIED MEAT SAMOSAS, VEGETABLE SAMOSAS, CHICKEN SAMOSAS & LAMB BURGERS - PARTIES CATERED FOR

KHAYYAMS

280 HAYDONS ROAD, LONDON SW19 9TT - TEL: 081 543 5882

MTV AHMADIYYA

SATELLITES
OFFICIAL SKY AGENTS

SKY

TV ASIA

VIEW THE SERMON EVERY DAY ON EUTELSAT - SATELLITE SYSTEM AVAILABLE FOR ALL SATELLITES IN THE WORLD.
VIEWING CARDS IN STOCK. INSTALLATION AVAILABLE.
MAIL ORDER & INTERNATIONAL EXPORT SERVICE AVAILABLE
WE ACCEPT CREDIT CARDS. CALL FOR COMPETITIVE PRICES. ASK US FOR MORE DETAILS.

S.M SATELLITE SERVICES
15 BRIDGE END, CAMBERLEY, SURREY, GU15 2QX, ENGLAND
TELEPHONE 0276 20916 FAX 0276 678740

RECEIVERS, DECODERS, DISHES, SMART CARDS

اس کو بچانے کی خاطر آتی ہے اسی میں اس کی نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بتاتا ہے کہ اس دولت میں تمہارے لئے کچھ نہیں ہے۔ اگر اس ٹھوکر سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تمہاری توجہ خدا کی طرف ہو جائے تو یہ کوئی برا سودا نہیں ہے۔ ساری دولتیں دے کر بھی اگر اللہ مل سکے تو یہ بہت اچھا سودا ہے۔ اسی طرح آزمائشیں بعض دفعہ جسمانی، جانی نقصانات کے ذریعہ انسان کو لاحق ہوتی ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ اس میں اللہ کا کیا حرج تھا ہمارا بچہ زندہ رہتا۔ ہمارا فلاں زندہ رہتا تو دراصل وہ بخل وہاں دکھاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں کہ یہ سب عطا خدا کی تھی اپنے ہاتھ سے کچھ بھی نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی غلامی میں سب سے بڑے عارف باللہ پیدا ہوئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں سب خدا کی عطاؤں کا ذکر کر کے ۔

سب کچھ تری عطا ہے ☆ گھر سے تو کچھ نہ لائے

عظیم مضمون ہے۔ کہ جو کچھ بھی ہے ہم اگر تیری راہ میں کچھ خرچ کرتے ہیں تو وہ کیا ہے، کہاں سے لے کے آئے تھے، تو نے ہی عطا کیا ہے۔

پس ایسا شخص جس کی ہر وقت خدا پر یہ نظر ہو کہ جو کچھ عطا ہوا ہے تو نے کیا ہے اپنے گھر سے ہم کچھ نہیں لائے۔ ایسا شخص کبھی بھی خدا کے حضور بخیل نہیں ہو سکتا اور جب وہ بخیل نہیں ہوتا تو پھر اللہ خود رحمت کا سلوک فرماتا ہے اور سب کچھ نہیں مانگتا "الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقناھم ینفقون" کہ جو کچھ بھی ہم نے انہیں عطا کیا ہے ہم سارا ان سے واپس نہیں مانگتے " و مما رزقناھم ینفقون " اس میں سے کچھ واپس مانگتے ہیں تاکہ دیکھیں کہ وہ احسان فراموش تو نہیں، وہ بھول تو نہیں گئے کہ کس ذات نے ان کو دیا تھا اور پیش کرتے وقت کس طرح پیش کرتے ہیں۔ یہ ساری آزمائشیں مومن کے اسلام کی آزمائشیں ہیں دراصل جن میں وہ اپنی جہالت کی وجہ سے بسا اوقات پورا نہیں اترتا تو کئی قسم کے ابتلاؤں میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کا بخل جو خدا کی طرف ہو رہا ہے وہ دراصل اپنی ذات کے لئے ہوتا ہے اس کے سوا اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

مجلس شوریٰ کے دوران خاص طور پر اس بات کو پیش نظر رکھنا چاہئے کہ وہی سلسلہ کے مخلصین آگے آئیں جو اگر اپنی سپردگی میں یعنی سلامتی میں کامل نہ بھی ہوں تو کم سے کم سلامتی کی طرف سفر اختیار کر چکے ہیں

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " واللہ الغنی وانتم الفقراء " اے بے وقوفو اللہ تو غنی ہے تمہارا ہاتھ روک لینا اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا تم فقراء ہو۔ "ان تتولوا یستبدل قوما غیرکم" اگر تم سارے کے سارے بھی پھر جاؤ تو وہ اس بات کا اختیار رکھتا ہے کہ تمہاری جگہ ایک اور قوم لے آئے " ثم لا یکونوا امثالکم " پھر وہ تمہاری طرح نہیں ہونگے۔ یعنی کام تو اللہ کے پورے ہونے ہیں تم نہیں کرو گے تو اور قوم آجائے گی۔ ایک خاندان نہیں کرے گا تو دوسرے خاندان اٹھ کھڑے ہونگے اور یہ جو قانون ہے یہ ایسا قطعی اور یقینی ہے کہ تاریخ مذاہب پر غور کرتے ہوئے آپ کو ایک بھی استثناء دکھائی نہیں دیتا۔ جب بھی کسی قوم نے استغناء کیا ہے خدا کے پیغام سے اور اس کی مدد سے منہ پھیرا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اور قوموں کو لے آیا ہے اور پھر وہ ویسے نہیں ہوئیں جیسا کہ پہلی ناشکری قوم تھی اور ایسا ہی خاندانوں کا حال ہے، ایسا ہی افراد کا حال ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " وربک الغنی ذوالرحمۃ " (الانعام: ۱۳۴) اللہ غنی تو ہے مگر شقاوت قلبی کی وجہ سے نہیں ہے اس لئے وہ لوگ جو غنی بنتے ہیں نظام کی نمائندگی میں ان کے لئے لازم ہے کہ ان کی غناء اپنے نفس کی شقاوت کی وجہ سے نہ ہو، بے پرواہی کی وجہ سے نہ ہو کہ وہ کہتے ہوں جائے جہنم میں جو مرضی ہمیں تو پرواہ کوئی نہیں، ہم تو نمائندہ ہیں نظام کے اور اللہ کا نظام ہے۔ یہ غنیٰ کے معنے نہیں ہیں۔ اللہ اپنی مثال دیتا ہے " وربک الغنی ذوالرحمۃ " تیرا رب غنی ہے اور اس کے باوجود رحمت والا ہے رحمت والا ہونے کے باوجود غنی ہے۔

پس جہاں بھی ان دونوں صفات کا تصادم ہو گا وہاں آپ صفات باری تعالیٰ سے دور ہٹ چکے ہونگے۔ اور کوئی ایسا زندگی میں نظام جماعت کے کارکنوں کے لئے لمحہ نہیں آنا چاہئے جس میں ان کی غناء جو خدا کی خاطر ہو، نظام جماعت کی خاطر ہو، وہ ان کی شقاوت قلبی کی وجہ سے ہو رحمت کی وجہ سے ہونی چاہئے۔ جس کا مطلب یہ ہے پھر وہ ایسے لوگوں کو ذلت کے ساتھ نہیں دیکھتے، گھٹیا نہیں سمجھتے، اپنے سے ادنیٰ نہیں سمجھتے بلکہ ان پر رحم کرتے ہیں اور رحم کی نظر ڈالتے ہیں کہ یہ بے چارے محروم ہیں۔ ان کو پتہ نہیں کہ کس چیز سے محروم ہیں۔ اس لئے نیکی کا جو تکبر ہے وہ ان کو برباد نہیں کر سکتا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ یہ ایک پل صراط ہے جس پر ہم روزانہ چلتے ہیں لیکن جانتے نہیں کہ یہاں کا پل صراط ہی ہے جو ہماری آئندہ کی تقدیر کے فیصلے کر رہا ہے۔ نظام جماعت کے احترام اور اس کی عزت کے لئے سربلند رہنا اور غیر اللہ کے سامنے نہ جھکنا یہ غناء ہے۔ مگر ایسے لوگوں سے جو بے چارے محروم رہ گئے تکبر سے پیش آنا ان کو اپنے سے گھٹیا اور ادنیٰ سمجھنا یہ رحمت کے خلاف ہے اور انکسار کے بھی خلاف ہے جو رحمت سے پیدا ہوتی ہے۔ اور ایک انکسار ہے جو کمزوری سے پیدا ہوتا ہے اس انکسار کی کوئی بھی قیمت نہیں۔ ایک انکسار ہے جو رحمت کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے اور اللہ کا اپنے بندے پر جھکنا ایک قسم کا انکسار ہے جو رحمت سے پھوٹتا ہے۔ تو فرمایا غنی ہونے کے باوجود دیکھو وہ کس طرح رحمت کا سلوک فرماتا ہے۔ کس طرح اپنے بندوں پر جھکا رہتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ اس کی غناء کسی شقاوت قلبی یعنی سختی کی وجہ سے نہیں تھی بلکہ اس کی ایک شان ہے کہ وہ کسی کا محتاج نہیں ہے اور سب اس کے محتاج ہیں۔

اب یہ دوسرا معاملہ جو سب اس کے محتاج ہیں، اگر خدا غنی ہے اور کسی کا محتاج نہ ہونے کا یہ مطلب ہو کہ سب سے تعلق توڑ لے تو پھر دوسرے بھی اس کے محتاج نہیں رہیں گے، مر کھپ کے ختم ہو جائیں گے۔ تو یہ دوسرا مضمون ہے کہ ہر چیز اس کی محتاج ہے یہ رحمت سے پھوٹتا ہے اس کی رحمت عامہ ہے جو ہر ذات کو اپنا محتاج کئے ہوئے ہے اور اس کی رحمانیت ہے جو تمام بنی نوع انسان پر، خشک و تر پر برابر اثر کر رہی ہے تو عجیب شان ہے کہ غنی بھی ہے اور رحمان بھی ہے۔ ایک لحاظ سے مستغنی ہو کر جانتا ہے کہ ان مخلوقات کا مجھ سے تعلق توڑنا ذرہ بھر بھی مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا اس کے باوجود ان سے رحمت کا بھی سلوک فرما رہا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ایسے لوگوں کے اموال میں بھی برکت پڑ رہی ہے لیکن یہ ایک عارضی برکت ہے، اس کی رحمانیت کے نتیجے میں ہے مگر غنی سے تعلق توڑنے کے نتیجے میں جو سزا مقدر ہے وہ رک نہیں سکتی وہ اپنی جگہ کار فرما ہو گی۔ لیکن وہ بندے جو نظام جماعت کی نمائندگی کرتے ہیں ان کے لئے اس میں گہرا سبق ہے کہ ان لوگوں سے تکبر کا سلوک نہ کریں، ان کے لئے دعائیں کریں، ان کو سمجھائیں اور اگر نہیں سمجھتے تو یہ یقین رکھیں کہ ذرہ بھر بھی آپ کا نقصان نہیں کر سکتے، نظام جماعت کا نقصان نہیں کر سکتے۔ ہاں ان کو بچانے کے لئے آپ جو کوشش کرتے ہیں وہ ان کو خدا کا محتاج بنائے رکھتا ہے۔ لیکن اگر یہ حرص ہو کہ ان کے آنے سے ہمیں فائدہ پہنچے گا تو یہ نحوست ہے، یہ رحمت نہیں ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ رحمت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان سے چشم پوشی کی جائے، ان کو سزا نہ ملے، نظام جماعت عمل میں نہ آئے، یعنی سرگرم عمل نہ ہو اور ان کو اس لئے چھوڑ دے کہ یہ لوگ صاحب رسوخ ہیں، صاحب دولت ہیں، صاحب عظمت ہیں یہ شرک ہے، یہ رحمت نہیں۔

رحمت کا مطلب ہے کہ دوسرے شخص کی کوئی بھی احتیاج نہیں ہے پھر بھی آپ اس کا بھلا چاہتے ہیں۔ اور یہ رحمت جو ہے یہ تو آفرینش سے پہلے ہی شروع ہو چکی تھی۔ جو آغاز ہوا ہے کائنات کا اس سے پہلے ہی خدا رحمان تھا اور وہ جو بلو پرنٹ ہے کائنات کی تخلیق کا اس میں رحمانیت جلوہ گر ہوئی ہے اس وقت سوائے رحمانیت کے کوئی اور صفت کار فرما نہ تھی تو اس جہان میں نہیں اور دوسرے جہانوں میں ہو گی یعنی یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ خدا کی تمام صفات کسی وقت معطل تھیں لیکن وہ جلوہ گر تھیں تو دوسرے جہانوں میں تھیں۔ جو جہان پیدا نہیں ہوا اس میں اگر وہ جلوہ گر ہوئی ہیں تو رحمانیت کے تابع۔ یعنی رحمانیت کے تابع ایسا نقشہ تشکیل دیا گیا جس کا فیض آئندہ آنے والی مخلوقات کو پہنچنا تھا تو سب صفات کام کر رہی ہیں لیکن رحمانیت کے تابع۔ براہ راست کسی ذات سے تعلق نہیں رکھ رہیں اور یہی معنی ہے کہ رحمانیت تمام صفات پر غالب ہے۔

تو اللہ تعالیٰ جماعت کو توفیق عطا فرمائے کہ ان ذمہ داریوں کو سمجھے۔ میں پھر یہ یقین دلاتا ہوں نظام جماعت کو کہ اگر وہ غنی بھی رہیں اور رحیم بھی رہیں، رحمان بھی رہیں تو ان کو خطرہ کوئی نہیں ہے۔ بے دھڑک نظام جماعت پر عمل کریں ایک ادنیٰ بھی غیر اللہ کا خوف نہ رکھیں۔ کوئی بڑا جدا ہو کر آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن آپ اگر بڑے بنیں گے تو اپنے آپ کو نقصان پہنچائیں گے اس لئے ان کے جواب میں رحمت اور انکسار کا تعلق قائم رکھیں باقی باتیں خدا پر چھوڑ دیں۔ اللہ تعالیٰ نظام جماعت کو سلام کے دائرے میں، اس کے سائے میں اس طرح داخل فرما دے کہ نظام جماعت کا ایک ذرہ بھی سلام کی حفاظت سے باہر نہ رہے۔

SCL

DISTRIBUTORS OF COMPUTER PARTS AND SPARES
DIRECT TO THE PUBLIC

4A RANELAGH ROAD, SOUTHALL,
MIDDLESEX, UB1 1DO
TELEPHONE 081 571 0859/9933
MOBILE 0831 093 120
FAX 081 571 9933

(چوتھی قسط)

سوال و جواب

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے پروگرام "ملاقات" مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۹۵ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض عمومی سوالات کے جوابات دیئے۔ علم و عرفان سے معمور یہ دلچسپ سلسلہ سوال و جواب ادارہ الفضل انٹرنیشنل اپنی ذمہ داری پر افادہ احباب کے لئے ذیل میں پیش کر رہا ہے۔ اسے مکرم یوسف سلیم ملک صاحب نے مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ [ادارہ]

جنت نظیر معاشرہ کی بنیادی تعلیم

سورہ طٰہٰ کی آیت ۱۱۹، ۱۲۰ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "ان لک الا تجوع فیہا ولا تعریٰ۔ انک لا تظمؤ فیہا و لا تضحیٰ" یقیناً اس جنت میں تیرے لئے مقدر ہے کہ تو بھوکا نہ رہے اور تو ننگا نہ رہے اور نہ تو پیاسا رہے اور نہ دھوپ میں جلے۔ اور تفسیر صغیر کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب سے پہلی تعلیم ہے جو آدم کو ملی تھی یعنی تیری حکومت کا قانون ایسا ہو کہ اس کا اس اس طرح نتیجہ نکلے۔ تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مغربی ممالک میں جو سوشل سیکورٹی اور Benefit System ہے یہ اسلام میں کسی وقت جاری ہوا تھا یا جاری ہونا چاہئے تھا۔ سوال یہ ہے کہ عملی طور پر اس کا نفاذ کہاں پایا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا یہ دونوں آیتیں مل کر ایک مضمون مکمل کر رہی ہیں اس لئے ایک کو دوسری سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ اسلام میں تو جاری ہے ہی۔ قرآن کریم فرماتا ہے "فیہا کتب قیمۃ" (البینۃ: ۴) وہ تمام تعلیمات جو اس سے پہلے گزر چکی ہیں جو اپنی ذات میں قیمۃ ہیں وہ ایسی ہیں کہ ان کو دور کرنے کی کوئی وجہ نہ ہو اور اپنی ذات میں اس میں ٹھہراؤ پایا جاتا ہو اور وقار پایا جاتا ہو وہ تمام تر تعلیمات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ اور قرآن کریم کا اسلوب یہ ہے کہ جب کبھی کسی پرانے نبی کی تعلیم کا ذکر کرتا ہے اگر اس کے منسوخ ہونے کا اعلان نہ کرے تو وہ تعلیم جاری ہوگی۔ اس لئے یہ تعلیم قرآن کی تعلیم ہے ورنہ یہ تعلیم آپ کو کسی گزشتہ کتاب میں دکھائی نہیں دیتی۔ بائبل میں بھی نہیں ہے جہاں سے آدم کا ذکر چلا ہے۔ قرآن نے اسی تعلیم کا ذکر کیا ہے جس کو اپنایا ہے یا اگر کسی تعلیم کو رد کیا ہے تو دلیل سے رد کیا ہے۔

پس یہ دراصل انسانی جنت نظیر معاشرہ کے آغاز کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور یہ عدل کا ذکر ہے اور اس کے بعد اسلامی تعلیم ترقی کرتے کرتے احسان اور ایتاء ذی القربیٰ میں بھی داخل ہو چکی ہے۔ مگر احسان ہو یا ایتاء ذی القربیٰ ہو، عدل کی بنیاد اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ اس کو "قیمۃ" کہا جاتا ہے۔ اس بنیاد کے اوپر ہی تمام تعمیرات ہوتی ہیں اس کے بغیر تعمیر ممکن ہی نہیں۔

پس یہ وہ بنیادی تعلیم ہے جس میں آدم کی طرف جو اشارہ فرمایا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسلام کی امتیازی تعلیم نہیں۔ تمام دنیا کے مذاہب اگر سچے ہوں تو اس غرض کے لئے جدوجہد کریں کہ ان کے دائرہ میں نہ انسان بھوکا رہے نہ پیاسا رہے۔ نہ بے چھت رہے اور نہ بغیر کپڑوں کے۔ تو یہ جو کمیونسٹوں کی طرف سے روٹی کپڑا اور مکان کا محاورہ چلا ہے یہ آج انہوں نے اپنی طرف سے ترقی یافتہ محاورہ بنا لیا ہے۔ اسلام اس کو آغاز کی تعلیم بتاتا ہے اور یہ لوگ ایک چیز کو Miss بھی کر گئے ہیں اور وہ پانی ہے اور یہ بہت اہم بات تھی کیونکہ اکثر غریب قوموں کا مسئلہ پانی کا مسئلہ بھی ہے صرف خوراک کا نہیں ہے۔ سارا افریقہ گندے پانی کی وجہ سے مصائب کا شکار ہے اور بیماریوں میں مبتلاء ہے اور ہندوستان میں بکثرت بیماریاں گندے پانی کی وجہ سے پھیل رہی ہیں اور بھی کئی غریب ممالک ہیں جہاں پانی کا مسئلہ ہے۔

تو دنیا کی اکثر آبادی پانی کے مسئلے سے دوچار ہے اور یہ بظاہر ترقی یافتہ اشتراکیت پانی کا ذکر ہی نہیں کرتی۔ اور قرآن کہتا ہے کہ اس کے ذکر کے بغیر اس آغاز کی جنت کی ابتدائی تعلیم کا نقشہ مکمل نہیں ہو سکتا جہاں سے مذہب سفر کا آغاز کرتا ہے۔ انسان اپنی سوچوں پر سوچوں کے ذریعہ جہاں سفر کا اختتام کرتا ہے اس سے بہت پہلے مذہب اپنے سفر کا آغاز اس منزل سے کر چکا ہے جو انسانی سوچ کی آخری منزل ہے۔ اور انسانی سوچ کی آخری منزل بھی نامکمل ہے اس میں چوتھا ضروری جزو شامل ہی نہیں ہے۔

شریف النفس یہودیوں اور عیسائیوں کی نجات کا مسئلہ

ایک دوست نے کہا کہ:

سورہ البقرہ کی ۶۳ویں آیت:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ النَّصٰرٰی وَ الصّٰبِـِٕیْنَ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۳﴾

اور سورہ مائدہ کی ۷۰ ویں آیت:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِیْنَ هَادُوْا وَ الصّٰبِـُٔوْنَ وَ النَّصٰرٰی مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۷۰﴾

یعنی جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور وہ لوگ جو یہودی ہیں، صابی ہیں اور عیسائی ہیں ان میں سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے، کسی کو دکھ نہ دے، شرفاء میں سے ہو، اللہ تعالیٰ ان کا اجر عطا فرمائے گا یعنی وہ جنت میں جائیں گے۔ اس پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہودی عیسائی اور صابی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے لیکن بہت شریف النفس ہیں، کسی کو گالی نہیں دیتے، کچھ نہیں کرتے، تکذیب کا مطلب ہے مانتے تو نہیں لیکن وہ شریف ہیں تو کیا ان کی نجات ہو جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سائل سے دریافت فرمایا شرافت کا فیصلہ کون کرے گا۔ جواباً عرض کیا گیا کہ اللہ فیصلہ فرمائے گا۔ حضور نے فرمایا پھر مسئلہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیں۔ جس کو آپ شریف سمجھتے ہیں اس کا تو حال یہ ہے کہ قرآن کریم فرماتا ہے "فلا تزکوا انفسکم ھو اعلم بمن اتقیٰ" (سورہ النجم: ۳۳)۔ تم اس بات کی اہلیت نہیں رکھتے کہ اپنے وجود اور اپنے نفس کی پاکیزگی کا اعلان کر سکو۔ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کون زیادہ متقی ہے اور کون نیک ہے۔ جب انسان اپنے حال سے بے خبر ہے اور فتویٰ دینے کی اہلیت نہیں رکھتا تو دوسری قوموں اور دوسرے لوگوں پر فتوے جاری کر دینا اچھی بات نہیں۔

حضور انور نے فرمایا قرآن کریم نے جو مضمون بیان فرمایا ہے وہ اتنا کامل ہے کہ اس میں کسی رخنے کا کوئی سوال ہی نہیں رہا۔ سورہ بقرہ اور سورہ مائدہ کی دونوں آیات میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کا ذکر شروع کیا اور پھر اللہ اور یوم آخرت پر زور دیا۔ جو اللہ پر کامل ایمان لاتا ہے۔ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ دو ایسی انتہاؤں کے درمیان جکڑا گیا ہے کہ اس سے بداعمالی سرزد ہو ہی نہیں سکتی اور عمل صالح میں اس بات کی تاکید فرما دی کہ اگر سچا ایمان لاتا ہے تو عمل صالح ضروری ہے اور عمل صالح میں خدا کا پیغام جب بھی آئے قبول کرنا شامل ہے۔ قرآن کریم نے ہر جگہ عمل صالح کی جو تعلیم دی ہے اس کو ایمان کے ساتھ باندھا ہوا ہے اور کوئی شخص جو خدا کی آواز سنتا ہے اور اس کو قبول نہیں کرتا وہ نہ ایمان لانے والوں میں شمار ہوگا نہ عمل صالح والوں میں شمار ہوگا۔

پس اس مضمون کی بہت باریکیاں ہیں ورنہ اگر سرسری نظر سے آپ دیکھیں تو اس آیت سے اس کا ٹکراؤ ہو جائے گا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ان الدین عند اللہ الاسلام" (آل عمران: ۲۰)۔ دوسری جگہ فرمایا "ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ" (آل عمران: ۸۶)۔ وہاں اسلام کا معنی بھی دراصل سچی فرمانبرداری اور سپردگی ہے اور وہ ان آیات کے منافی نہیں بلکہ ان کے مضمون پر مزید روشنی ڈالتا ہے۔ پس جو شخص خدا کی نظر میں ایسا ہو کہ اس نے اپنی توفیق اور اہلیت کے مطابق جس چیز کو بھی خدا سے سمجھا ہے اس کو قبول کیا ہے اب بتائیں خدا کو کیا حق ہے کہ اس کی اپنی صفت کو جس طرح وہ بیان کرتا ہے ان صفات والے خدا کو کیا حق ہے کہ اس کو عذاب دے۔ تو یہی وہ کہہ رہا ہے اور دوسری جگہ فرماتا ہے "لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا" (البقرہ: ۲۸۷)۔ اللہ کسی کو کسی کی توفیق سے بڑھ کر عذاب نہیں دے گا، سزا نہیں دے گا، بوجھ نہیں ڈالے گا۔

پس یہاں توفیقیں کھول کر بیان فرما دیں۔ ان توفیقات کے اندر جو شخص رہتا ہے وہ سزا نہیں دیا جائے گا بشرطیکہ جس پر ایمان لاتا ہے اس پر سچا ایمان لاتا ہے۔ اللہ اور یوم آخرت میں جزاء کا تصور آتا ہے۔ یہ یقین رکھتا ہے کہ جو میں عمل کر رہا ہوں ان پر بازپرس ہوگی تو ایسا آدمی دونوں جہانوں میں جکڑا گیا ہے۔ اس بے چارے کو اگر غلطیاں کرتا بھی ہے تو فوراً غلطیوں کا اعتراف اور توبہ و استغفار میں لگ جاتا ہے اور نفس لوامہ کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ پس جس انسان پر یہ حالات صادق آئیں اس کے متعلق یہی فتویٰ ہو سکتا ہے "فلا خوف علیہم ولا ھم یحزنون" ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ کوئی غم کریں گے۔

کوئی مقبرہ اپنی ذات میں کسی کی نجات کی ضمانت نہیں

ہالینڈ سے ایک اور احمدی خاتون کا سوال تھا کہ وہ خوش نصیب جو بہشتی مقبرہ میں دفن ہوتے ہیں کیا وہ حقیقت میں سب جنتی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میری بجائے اللہ سے پوچھنا چاہئے۔ حقیقت میں وہی جنتی ہے جو نظام وصیت کا حصہ ہے نہ کہ کسی مقبرہ میں دفن ہونے والا۔ بعض احمدی علماء نے اس کے متعلق یہاں تک بھی کہا ہے (میرے نزدیک تو غلو سے کام لیا لیکن حسن ظن کہنا چاہئے) کہ خدا اس کو بہشتی مقبرہ میں دفن ہی نہیں ہونے دے گا جو جنتی نہ ہو۔ مگر یہ جو حسن ظن ہے یہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی ہے لیکن وہاں ہے جہاں ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک حسن ظن نہ ہو بلکہ حقیقت کے خلاف ہو۔ ایسا ممکن ہے، یہ درست ہے کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بہشتی مقبرہ تیار ہوا اس میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر خاص اس بات کی حفاظت کر رہی ہو کہ کوئی شخص اس میں دفن نہیں ہوگا جب تک وہ شرائط پر پورا نہ اترے۔ لیکن میرے نزدیک مقبرہ فی ذاتہ کسی کی نجات کی ضمانت نہیں ہے۔ وہ نظام وصیت ہے جس کو کھول کر بیان فرمایا گیا ہے اور جس کی تنبیہات اتنی واضح کر دی گئی ہیں کہ جو یہ کرتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں اور جو وہ کرتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ وہ تو ہر موصی کو ہر وقت کانپتے رہنا چاہئے کہ وصیت تو ہم نے کر دی اور دفن بھی ہو جائیں گے مگر اس روحانی نظام کے دائرہ میں رہتے ہوئے مریں گے یا اس سے باہر مریں گے۔ باہر مرنے والے کو آپ جسمانی طور پر جہاں مرضی گاڑ دیں وہ اس روحانی نظام کے دائرہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے بعض دفعہ غیروں کی طرف سے یہ جو اعتراض اٹھتا ہے کہ جنت کے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ کوئی جنت کا سرٹیفکیٹ نہیں ہے وہ یہی ہے جو میں نے ابھی آیت پڑھی ہے۔

موصیان کرام توجہ فرمائیں

ہر سال کے آخر پر دفتر وصیت سے اپنی آمد کی حساب فہمی کرانی ضروری ہے۔ دفتر کی طرف سے باقاعدہ ادائیگی کا گوشوارہ تصدیق فارم ارسال کیا جاتا ہے۔ ہر موصی/ موصیہ کا اولین فرض ہے کہ گوشوارہ اور آمد کی تصدیق کر کے فوری جواب سے مطلع فرمائیں تا بقایا/ فاضلہ کا تعین ہو سکے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

Kenssy
Fried
Chicken
TELEPHONE 539 3773
589 HIGH ROAD,
LEYTONESTONE,
LONDON E11 4PB
PROPRIETOR: MASOOD HAYAT

ہومیو پیتھی کلاس نمبر (۲۸)

کاسٹی کم (Causticum) کے مختلف خواص کا بیان

موہکوں، پھل بہری کے لئے مختلف ہومیو ادویہ کا تذکرہ

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" میں ۲۵ جولائی ۱۹۹۴ء کو سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے فرمودات کا خلاصہ

(یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

لندن: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام ملاقات میں ہومیو پیتھی کی ۲۸ویں کلاس میں اہم ادویہ کے بارے میں پڑھایا اور اپنے تجربات کا ذکر فرمایا۔

کاسٹیکم کے مختلف خواص بیان کرتے ہوئے امراض کے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کے بارے میں حضور نے فرمایا، کاسٹیکم (Causticum) کے جلدی امراض دبانے سے دماغ کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ سلفر اور رسٹاکس کے جلدی امراض رحم، پھیپھڑوں اور انتڑیوں کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں اور سلفر، رسٹاکس، کروٹن وغیرہ کے جلدی امراض جب دبائے جائیں تو اندر مختلف اثرات دکھاتے ہیں۔ مثلاً رسٹاکس کی جلدی امراض کو دبایا جائے تو ذیابیطس ہو جاتی ہے۔ کروٹن میں خوفناک پیچش والے کھلے دست یا مستقل پیچش ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جہاں بھی انتقال مرض کا مضمون بیان ہو وہاں پر اس دوسرے حصے کو بھی کھولنا چاہئے جہاں مرض منتقل ہو گئی ہو۔

حضور نے فرمایا کروٹن (Croton) جماعت احمدیہ کے ایک معروف بزرگ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی تکلیف کے سلسلے میں استعمال کی گئی۔ ان کو ایگزیما کی پرانی تکلیف تھی جو بعض اوقات بہت بے چین کر دیتی تھی۔ حضور نے فرمایا انہوں نے ایک بار مجھ سے کہا کہ میں نے اس کے بہت ایلوپیتھ اور ہومیو پیتھ وغیرہ علاج کئے ہیں مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ جاتی نہیں کبھی کم ہو جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا میں نے ان سے اس مرض کی ہسٹری پوچھی کہ اس سے پہلے ان کو کونسی بڑی تکلیف ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ پارٹیشن کے بعد مجھے ایک دفعہ پیچش ہو گئی تھی جو لمبا عرصہ تکلیف دیتی رہی اس کا علاج کروایا تو وہ تو ٹھیک ہو گئی لیکن اس کے بعد ایگزیما ہو گیا۔

حضور نے فرمایا میں نے ان کو کروٹن (Croton) کی ایک ہزار کی خوراک دی۔ ایک خوراک سے ہی ان کو آرام آ گیا۔ اس کے بعد نہ ان کو ایگزیما ہوا اور نہ پیچش واپس آئی۔

حضور نے فرمایا ایسی بیماریوں میں دونوں اطراف کی علامتیں ذہن میں رکھ کر دوا دینی چاہئے۔ تاکہ ایک بیماری دبنے سے دوسری نہ ظاہر ہو جائے۔ بعض کیسز میں مثلاً رسٹاکس میں ذیابیطس ٹھیک ہو تو جلدی مرض ہو جاتے ہیں۔ جلدی مرض کو ٹھیک کریں تو ذیابیطس پھر ہو جاتی ہے۔ لیکن رسٹاکس میں ایسا نہیں ہوتا کسی اور دوائی سے ایسا ہوتا ہوگا۔

بعض اوقات باہر سے اندر کی طرف مرض آ جاتا ہے۔ مثلاً سفلس (آتشک) کو دبائیں تو پہلے ہڈیوں کی طرف اور پھر وہاں سے منتقل ہو کر دماغ میں مرض چلا جاتا ہے۔ بیماری کی یہ یادداشت قائم رہتی ہے بلکہ کئی نسلوں تک چلتی ہے۔ ہومیو پیتھک ادویہ میں ایسی بیماری کا نام سورا مزاج رکھا ہے۔

حضور نے فرمایا ضروری نہیں کہ بیماریاں یہی راستہ اختیار کریں کوئی اور راستہ بھی اختیار کر سکتی ہیں۔ بیماریوں کی اس منتقلی کا قطعی ثبوت ہومیو پیتھک میں ملتا ہے۔ ایلوپیتھک میں اس کو تسلیم نہیں کیا جاتا لیکن اب جدید تحقیقات سے اس نظریئے کی صداقت کے شواہد ملے ہیں۔

حضور نے فرمایا انفلوئنزا کو بھی اگر دبا دیا جائے تو دل پر اثر ہو جاتا ہے۔ ایسے مریض کو انفلوئنزیم دیں تو یہ ٹھیک کر دے گی۔ بعض دفعہ کچھ انفلوئنزا بھی واپس لے آتی ہے۔

اسہال قبض میں اور قبض اسہال میں بدل جاتی ہے۔ اس کا علاج ابرائینم سے ہے۔ ایپس (Apis) میں شروع میں پیٹ کی سوزش قبض میں بدلتی ہے پھر اسہال شروع ہو جاتے ہیں۔ ایپوسائنم میں بھی انتڑیوں کی سوزش اسہال میں بدل جاتی ہے۔ سمی سی فیوجا دماغ کی طرف حملہ کرتی ہے۔ یہ دوا عورتوں کی بیماریوں میں مینسز کی طرف توجہ رکھتی ہے۔ اس قسم کے دماغی امراض میں نیٹرم میور بہت مفید ہوتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بچہ الٹیاں کرتا ہے۔ مکمل قبض ہوتی ہے۔ دودھ پیتا ہے بھوک موجود ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جگر ٹھیک ہے۔ متلی بھی نہیں ہوتی، معدے یا جگر کی خرابی کی کوئی علامت نہیں ہوتی، پیٹ بھر کر دودھ پیتا ہے مگر جلد الٹی کر دیتا ہے۔ اس کا تعلق متلی سے نہیں۔ اس کا دماغ سے تعلق ہے۔ اس کا تیر بہدف علاج ایتھوزا (Aethusa) ہے۔ گرم موسم میں اس کی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔ سر پر اثر انداز ہوتا ہے۔ سردی میں نسبتاً کم تکلیف ہوتی ہے۔ پیٹ میں دودھ گرم ہوتا ہے تو الٹی ہو جاتی ہے۔ دودھ کی پھٹکیاں بھی نہیں بنتیں۔ اگر جما ہوا پھٹکیوں والا دودھ ہو تو کلکیریا کارب (Calc.Carb) وغیرہ مؤثر ہوتی ہے۔ اندھا کر دینے والی سر درد جو فالج پر منتج ہوتی ہے اس کے لئے کاسٹیکم چوٹی کی دوا ہے۔ اگر فالجی علامات ظاہر ہوں تو کاسٹیکم اور دوسری صورت میں جیلسیمیم استعمال کرائیں۔

آنکھوں کے چھپر کا فالج ہو۔ آنکھوں میں مختلف رنگ کی چیزیں۔ بلیک سپاٹ ہو تو سلفر (Sulphur) اور گرین سپاٹ ہو تو کاسٹیکم کی علامت ہے۔ کاسٹیکم کے موہکے چہرے اور ناک پر نکلتے ہیں اگر ناک پر موٹا سا موہکہ ہو تو یہ خاص علامت کاسٹیکم کی ہے۔ انٹی مونیم کروڈ (Antimonium Crud.) کے موہکے عام طور پر پاؤں اور ہاتھوں پر بھی ہوتے ہیں انگلیوں کے جوڑوں اور ناخنوں پر بھی ہوتے ہیں۔ نائٹرک ایسڈ (Nitric. Acid) کا موہکہ سب سے زیادہ کٹا پھٹا، کینسر کے زخم کی طرح ہوتا ہے۔ اس میں نائٹرک ایسڈ بہت اچھا کام کرتا ہے۔ جلد کو بالکل صاف کر دیتا ہے۔

سر میں موہکے ہوں تو یہ تھوجا (Thuja) یا میڈورینم (Medorrhinum) کی علامت ہیں۔ سیاہ رنگ کا موہکہ یا تیز نیلے رنگ کا موہکا سب سے خطرناک ہوتا ہے۔ یہ اینتھراسینم (Anthracinum) کی علامت ہے۔ سیاہ موہکہ میں آرنیکا بھی کام آتی ہے۔

حضور نے فرمایا جنرل Pigmentation میں آرنیکا کام کرتی ہے۔ لیکن ضروری نہیں ہے کیونکہ اس کی Pigmentation چوٹوں اور دردوں اور Inflamation سے تعلق رکھتی ہے۔ (Pigmentation) میں درج ذیل ادویہ کام آتی ہیں:

آرسینک اور آرسینک سلف فلیوم (Arsenic Sulph Flavum)، ہائیڈرو کوٹائل h'mrqnY (Sulphur)

حضور نے فرمایا اصل کوڑھ میں ہائیڈرو کوٹائیل چوٹی کی دوا ہے۔ سلفر کے علاوہ مرک سال (Merc.Sol) اور سورائینم (Psoriunm) بھی پھل بہری پر اثر انداز ہوتا ہے۔ مرک سال میں پھل بہری اچانک پھیلتی ہے۔ جلد کچی کچی ہو جاتی ہے۔ مرک سال کی اونچی طاقت کی خوراک تیزی سے واپس لاتی ہے۔ تاہم جو پھل بہری آہستہ آہستہ آتی ہے وہ آہستہ ہی واپس جاتی ہے۔ مرک سال تیزی سے بڑھنے والی پھل بہری میں اچھی ہے۔ اگر ساتھ اس میں منہ میں بدبودار رال اور پانی زیادہ آنے کی علامات بھی پائی جاتی ہوں۔ مرک سال کی جلد کے نشانات سفید ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کالی پھل بہری بھی ہوتی ہے۔ سندھ کے ایک مخلص خاندان کے ایک فرد کو کالی پھل بہری تھی۔ وہ چہرے پر ہر وقت کپڑا باندھے رکھتے تھے۔ ان کو آرسینک دی اور سلف فلیوم دی تو ان کا چہرہ صاف ہو گیا۔ پھر انہیں کبھی چہرے پر کپڑا باندھنے کی ضرورت نہ پڑی۔

پھل بہری کی بیماری میں حضور نے درج ذیل دوائیں بیان فرمائیں:

آرسینک ۳۰
آرسینک سلف فلیوم ۳۰
ہائیڈرو کوٹائیل ۲۰۰
سورائینم ۲۰۰ یا ۱۰۰۰
سلفر ۲۰۰
مرک سال ۱۰۰۰
یا اکیلی آرسینک ۱۰۰۰

کاسٹیکم کے بارہ میں حضور نے فرمایا اس میں زبان کا فالج ہے۔ گلے میں فالج کی علامات ان حصوں میں جہاں سے آواز نکلتی ہے۔ کاسٹیکم کے گلے صبح کے وقت بیٹھتے ہیں۔ شام کا گلا بیٹھے تو یہ کاربوویج کی علامت ہے۔ اس کی ابتدائی علامات ہیں ہے کہ انسان بار بار تھوک نگلنے کی کوشش کرتا ہے۔ کھانا کھاتے میں، کبھی خوراک ناک کی طرف اور بعض دفعہ سانس کی نالی کی طرف چلی جاتی ہے۔ پوری کوشش کر کے لقمہ خوراک کی نالی کی طرف دھکیلنا پڑتا ہے اس کے بولنے میں بھی تتلاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ ڈاکٹر سمجھتے ہیں یہ سٹرامونیم کا مریض ہے۔ سٹرامونیم کی علامت ہذیان (Hallucination) ہے۔ کاسٹیکم میں ہذیان نہیں۔ سٹرامونیم میں فالج نہیں ہے جبکہ کاسٹیکم میں فالج ہے البتہ دونوں میں خوف کی علامت یہ ہے کہ بھوک لگی ہو مگر کھانا دیکھ کر بھوک ختم ہو جاتی ہے۔ لائیکوپوڈیم میں بھی بھوک کھانا چند لقمے لیتے ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اگر کھانے کی خوشبو سے بھوک بند ہو تو کالچیکم (Colchicum) کی طرف دھیان جانا چاہئے۔ یہ علامت کالی کارب (Kali Carb) اور چائنا (China) میں بھی ہے۔

کاسٹیکم اور لائیکوپوڈیم میں بھوک بہت لگتی ہے۔ مگر کھانا کھاتے ہی پیٹ بھر جاتا ہے۔ پیاس کا احساس بھی بہت ہوتا ہے۔ مگر تھوڑا سا پانی پینے سے پیاس غائب ہو جاتی ہے اور پانی پینے کو دل نہیں کرتا۔ یہ لیکسز (Lachesis) کی بھی چوٹی کی علامت ہے۔ شدید پیاس ہے مگر پانی کی لذت نہیں اور طلب بہت ہوتی ہے۔ مگر زیادہ پیا نہیں جاتا۔ آرسینک میں زیادہ کی پیاس نہیں ہوتی صرف گھونٹ کی پیاس ہوتی ہے۔ برائیونیا میں خوب پیٹ بھر کر پانی کی طلب ہوتی ہے جہاں خون میں پانی کی طلب ہو وہ برائیونیا اور لیکسز کی علامت ہے مگر برائیونیا میں مریض پیٹ بھر کر پانی پیتا ہے۔

اور بھی بعض دوائیں یہی علامات رکھتی ہیں۔ ایک اور دوا ہائیڈروفوبینم ہے۔ پانی کی پیاس ہے مگر پانی کا خوف ہے جس کی وجہ سے پانی نہیں پیتا لیکسز میں بھی شائد یہی وجہ ہو۔

ہلکا کتا کاٹ جائے تو ہائیڈروفوبینم کی علامت ہے۔ اور سانپ کاٹ جائے تو لیکسز کی علامت ہے۔ لیکسز کا مریض پانی سے ڈرتا نہیں۔ ہائیڈروفوبینم کا مریض پانی سے ڈرتا ہے۔ اس میں فالجی علامات ہوتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ دواؤں کے مزاج کو دماغ میں نقش کر لیں اور دواؤں کے تعلقات کو آپس میں جوڑیں تو فوراً صحیح دوا ذہن میں آ جائے گی۔

عورتوں کے چہرے پر بال

عورتوں کے چہرے پر بال ہوں تو نیٹرم میور C.M. ایک دفعہ دیں تو ایک ماہ میں فرق پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ جن کو دوبارہ ہو جائیں ان کو دوبارہ دوا دیں۔ بڑی عمر میں عورتوں کے چہرے پر بال آنے شروع ہو جائیں تو ان کو بھی شروع کروا سکتے ہیں۔

ایک خاتون نے سوال کیا کہ اس دوا کے استعمال سے سر کے بال تو نہیں جھڑنے لگیں گے۔ حضور نے فرمایا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سر کے بال تو انفیکشن یا فنگس کی وجہ سے جھڑتے ہیں۔ یہ تو ان نیچرل بال گرانے کی دوا ہے۔ اس کی ایک لاکھ کی پوٹینسی دیں۔ بعض مریضوں میں جب یہ کسی اور وجہ سے دی گئی تو اتنی نسوانی علامات مردوں میں پیدا ہوئیں کہ آگے ان کے لڑکے پیدا ہونے بند ہو گئے لڑکیاں ہی پیدا ہونی شروع ہو گئیں۔

پلسٹیلا بھی نسوانی علامات کو ترقی دیتا ہے۔ پلسٹیلا والی لڑکی کے کبھی چہرے پر بال نہ ہونگے۔ بچے کی جنس کے تعین میں حمل ٹھہرتے ہی آرم میور (Arum Mur C.M.) کی طاقت میں دوا فوراً دیں تو فائدہ ہوتا ہے۔ یعنی لڑکا ہوگا۔ ورنہ دیر ہونے کی صورت میں اثر نہیں کرے گی۔

عید اور جذبہ قربانی

(پروفیسر میاں محمد افضل)

دیکھتے ہی دیکھتے لاہور کی سڑکوں کا نقشہ بدل گیا۔ ہر جگہ سفید، سیاہ چلتے پھرتے دھبے نظر آنے لگے۔ دراصل یہ وہ میزبان ہیں جو عید کو خوش آمدید کہنے دور دراز کا سفر طے کر کے لاہور کی سڑکوں پہ ڈیرہ جمائے ہوئے ہیں۔ یہ وہ بکرے ہیں جنہیں کچھ ہی دنوں میں ہاتھوں ہاتھ بک جانا ہے۔ بڑے معصوم سے، سرنیچا کئے، اپنے انجام سے بے خبر لاہور کی ٹریفک سے ہراساں، گرمی سے بے حال، جائزہ لینے والوں کے مضبوط ہاتھ کی گرفت سے پریشان، بے زبان مخلوق۔ مگر اتنی بھی بے زبان نہیں کیوں کہ کسی کسی وقت ان کی بیں بیں فضا میں گونج جاتی ہے۔ عید آ رہی ہے کچھ بھاؤ پوچھنے والے اور کچھ خریدنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے اور بھلا قیمت کیا ہوگی؟ ہمارے ایک دوست نے سات ہزار میں ایک بکرا خریدا پھر ان کے ساتھ کیا ہوا۔ اس کا ذکر بعد میں آئے گا مگر یہ تو بہت سستا ہے۔ ایک صاحب بتلا رہے تھے کہ ایک بکرا ۷۵ ہزار میں بکا۔ (دروغ بر گردن راوی) ۔ بارہ پندرہ ہزار تو کئی شوقین لوگوں نے خرچ کئے۔ خریدنے والوں نے اپنی استطاعت سے بڑھ کر خرچ کیا۔ ان خریدنے والوں کی بات ہو جائے۔ اگر میرے ہمسایہ نے پانچ ہزار کا بکرا خریدا تو مجھ پر لازم ہو جاتا ہے کہ میں سات ہزار کا خریدوں تا ان پر برتری کے احساس سے اونچا اڑتا ہوا محسوس کروں۔ ہمارا مقصد قربانی کرنا تھوڑا ہی ہے ہم تو محلے والوں کو یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ ہم نے بھی بکرا خریدا ہے۔ اور دیکھئے کتنا شاندار۔ پوچھئے ہم سے اس کے دام، کوئی آٹھ ہزار خرچ ہوئے اور ہم یہ کہہ کر سر اونچا کر کے بڑے فخر سے بے چارے غریب ہمسایوں کی طرف دیکھتے ہیں جو یا تو بکرا خریدنے کی سکت ہی نہیں رکھتے یا ڈیڑھ دو ہزار کے بکرے سے بہتر بکرا نہیں خرید سکتے۔ ہم بڑی شان سے بکرے کے گلے میں ہار ڈال کر اور مہندی لگا اس کی ہر روز نمائش کرتے ہیں اور بڑے رعب اور شان سے محلے والوں کے سینوں پر مونگ دلتے ہیں۔ یہی تھا ہمارا اصل مقصد؟ عید آئے تو دیکھئے ہم کیسا بکرا خریدتے ہیں کہ لوگ عش عش کر اٹھیں۔ ہمارا سر اونچا ہو اور بہت سوں کا نیچا۔

اور یہ بکرے، یہ بھی بڑی قسموں کے ہیں۔ کچھ تو بڑے عام سے بکرے ہیں جو آخری روز تک خریدے جاتے ہیں۔ نہ جاذب نظر، نہ قابل نمائش۔ مگر کچھ بڑے خاص بکرے بھی ہیں اوپر ایک بکرے کا ذکر آیا۔ اسے نیا مالک خرید تو لایا مگر اس نے کھانے پینے سے منہ موڑ لیا۔ نعرہ تو وہ نہ لگا سکا سوائے بیں بیں کا نعرہ لگانے کے۔ مگر اس نے مکمل بھوک ہڑتال کر دی۔ نہ چارہ، نہ دانہ، نہ برفی، نہ پیڑا۔ شاید اسے اپنے پہلے مالک کی، محبت کرنے والے کی یاد اداس کئے ہوئے ہے بکرے بھی محبت کی زبان سمجھتے ہیں وہ بھی محبت شناس ہیں۔ مگر انسان مردم آزار، جذبہ محبت سے نا آشنا۔ کیا کایا پلٹ ہے انسان سے جانور بہتر۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ آ گیا تھا۔ واپس چلتے ہیں قربانی کرنے والوں کی طرف۔ کہاں کی قربانی! یہ تو محض دولت کی نمائش، تفاخر کا اظہار، اپنی بڑائی کا ڈنکا بجانا ہے دوسروں کو احساس کمتری میں مبتلا کر کے ان کا تماشا دیکھنا۔ اپنی دولت کا اشتہار، اپنے بڑے پن کا ثبوت، نمائش ہی نمائش، دیکھئے ہم دوسروں پر سبقت لے گئے۔ گوشت کی تقسیم میں بھی وہی جذبہ کارفرما۔ بھلا غریبوں کو گوشت دے کر اسے کیوں ضائع کیا جائے۔ یہ تو جائے گا ہمارے سب رشتہ داروں کے وہ مان جائیں کہ ہم نے بکرا منگوایا تھا اور ایسا کہ اس کا گوشت بھی اعلیٰ ہے۔ ران یا رانیں تو جائیں گی ہمارے افسروں کے پاس تا ان پر رعب بھی جما سکیں اور خوشامد کا فرض بھی ادا ہو جائے۔ لیکن اگر خوش قسمتی سے ہمارا کوئی افسر نہیں تو یہ رانیں زینت بنیں گی ہمارے ڈیپ فریزر کی۔ بیگم! جتنا بھی گوشت فریزر میں رکھ سکتی ہیں رکھ لیں۔ غریب دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں تو انہیں کہہ دو او جھری لینی ہے تو لے لو سری پائے بھی نہیں ملیں گے اور اگر وہ بھی نازک طبع واقع ہوئے ہیں تو ہم بھی کوئی جلد پسیجنے والے نہیں۔ جائیں وہ اپنی راہ لیں ہمارے ڈیپ فریزر کے ابھی کئی کونے خالی ہیں۔

ہم نے گوشت کی تقسیم کا ذکر تو یوں کر دیا گویا بکرا فوراً ذبح ہو گیا۔ حالانکہ ایک مشکل ترین مرحلہ تو یہاں پیش آتا ہے اور وہ ہے قصائی کی تلاش کا۔ اس روز تو قصائی وی۔ آئی۔ پی۔ ہوتے ہیں ان سے Appointment لینا کوئی آسان کام نہیں۔ آپ ان کی تلاش میں در بدر پھرتے ہیں اگر خوش قسمتی سے چھری بردار بارعب شخصیت کو دیکھ لیں تو آپ کھل اٹھتے ہیں، کام بن گیا۔ مگر جب آپ اس کے حضور اپنی عرض داشت پیش کرتے ہیں تو وہ توجہ ہی نہیں کرتا آپ اسے لالچ دیتے ہیں اور بمشکل حامی بھر لیتا ہے تو آپ سکھ کا سانس لیتے ہیں۔ ایک مرحلہ تو طے ہوا مگر پھر آپ منتظر ہیں۔ دو گھنٹے کے بعد وہ جلاد آتا ہے بکرے کو لٹکا کر اور آپ کو بھی لٹکا کر چلا جاتا ہے اور آخر یہ مشکل کوئی تین گھنٹے میں حل ہوتی ہے۔ آج تو ہر کوئی دو چھریاں پکڑ کے سپیشلسٹ بن جاتا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ سپیشلسٹ کی فیس بھی سپیشل ہوتی ہے۔ آج تو عید و قصائی (جو صرف عید کو قصائی کا روپ دھارتا ہے) بھی منہ مانگے دام طلب کرے گا۔ لیکن جب وہ میدان میں اترتا ہے تو آپ پریشان ہو جاتے ہیں کہ کس بے دردی سے آپ کے قابل رشک بکرے کے گوشت کا ستیاناس کر رہا ہے۔ اسے نہ ہڈی توڑنی آتی ہے نہ چھیچھڑے اتارنے۔ آپ تو آس لگائے بیٹھے تھے کہ بڑی خوبصورتی سے کٹا ہوا گوشت آپ اپنے عزیزوں کو پیش کریں گے لیکن جب محترم قصائی کا کارنامہ آپ کے سامنے پیش ہوتا ہے تو آپ سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں مگر چلئے ایک مشکل مرحلہ طے تو ہوا۔ اس لئے واپس چلتے ہیں موضوع کی طرف۔

یہ عید عموماً عید قربان کہلاتی ہے۔ ہاں قربانی کا ذکر تو مولوی صاحب نے کیا تھا۔ مگر انہوں نے بھی بات سرسری کی۔ شاید وہ بھی جلدی میں تھے تاکہ اس روز جتنی کھالیں جمع کرنا ممکن ہو وہ کر لیں۔ آخر یہ عید روز روز تو نہیں آتی۔ اور آخر اس کی خوشی میں شامل ہونے کا ہمیں بھی تو حق ہے۔ کھالیں ملیں گی روپئوں چھنکار سنائی دے گی۔ چھنکار کان میں پڑے گی تبھی تو خوشی محسوس ہوگی، سو ان کا اپنا ایک نقطہ نظر ہے۔ رہا قربانی کا جذبہ اس کا ذکر تو میں نے خطبہ میں کر ہی دیا تھا لوگوں کو تحریک ہی کرنا تھی۔ سو وہ ہو گئی اب تو کھالوں اور گوشت کی انتظار ہے۔ ہمیں بھی تو عید بھرپور طریق پر منانے کا حق ہے۔ رہی اس خطبے کے اثر کی بات وہ تو وقتی بات تھی۔ جو علی الصبح چھ اور سات کے درمیان بطور فرض نماز کے ساتھ ادا ہو گئی۔ وہ بات تو اب ہوا میں تحلیل ہو چکی۔ اب تو خوشیاں منانے کا وقت ہے۔ کپڑے پہنو، مٹھائیاں خریدو، دوستوں سے ملو، آج تو عیش کا دن ہے، کل چلیں گے پکنک پر۔ دو روز بعد ایسے ہی ایک مقام پر ہمارا بھی جانا ہوا، لوگ باگ ترنگ میں تھے۔ ہر دیہاتی کے ہاتھ میں ایک ریڈیو سیٹ۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ اونچی آواز میں گانے کا مقابلہ ہو رہا ہے۔ دسترخوان بچھے ہوئے۔ تاش کی بازی بڑی ہاؤ ہو سے جاری۔ نوجوان چہلیں کر رہے ہیں۔ ہو گا کوئی ڈھائی تین ہزار کا مجمع۔ وقت نماز آیا تو فقط ایک (سرکاری غیر مسلم) اللہ کے حضور سر جھکائے تھا۔ مسلمان کہلانے والے ان سب لوازمات سے بے نیاز دکھائی دئے۔ وہ تو عید قربان منا رہے تھے۔ ایک فالتو نماز تو پڑھ ہی چکے تھے۔ اب مزید کی کیا ضرورت۔ رہا جذبہ قربانی کا اظہار۔ اجی قربانی تو ہم کر ہی آئے۔ دس ہزار کا بکرا تھا اب آپ اور کیا چاہتے ہیں۔ سبحان اللہ کیا روح قربانی ہے۔ (یہ نقشہ ہے پاکستان میں عام مسلمانوں کی اکثریت کے عید منانے کا نہ کہ احمدی مسلمانوں کی عید کا) ۔

یہ جو ہر سال بکروں کی یلغار ہو جاتی ہے اور فرج اور فریزر بھرنے کا۔ بہت لوگوں کو موقع مل جاتا ہے۔ اس سب کا پس منظر کیا ہے۔ اس کی تلاش میں ہمیں ہزاروں سال پیچھے کی طرف جانا ہو گا۔ ایک لق و دق صحراء، ریت ہی ریت، تپتی چلچلاتی ریت، جو میلوں تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس پہ اٹھتے ہوئے بگولے ناچتے ہوئے شیطان، انگارے برساتی ریت، ریت ہی ریت، ایسے میں یہاں کوئی کیوں آئے گا۔ مگر آج ایک لہر سی آگے بڑھتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ ایک انجانی خوشی کی ارتعاش۔ کیا کسی کے مبارک قدم اس ریت کو مس کر رہے ہیں۔ ریت سے پھوٹتی ہوئی خوشی۔ کیا کوئی آ رہا ہے؟ مگر اس بیابان، اس وادی غیر ذی زرع میں بھلا کوئی کیوں آئے گا۔ مگر نہیں۔ دو ہیولے سے نظر آ رہے ہیں۔ ایک بڑے بارعب بزرگ پانی کا مشکیزہ اور کھجوروں کی گٹھڑی اٹھائے ہوئے اور ایک نہایت باوقار انداز میں چلتی ہوئی ان کی معزز اہلیہ جو ایک معصوم، خوبصورت، ننھی سے جان کو سینہ سے چمٹائے ہیں۔ ان کی چال پروقار، چہرے پر سکون، دونوں خاموش، گہری سوچوں میں گم، مگر یہاں کس لئے؟ یہاں تو ریت ہی ریت ہے۔ اللہ کا گھر بھی انسانوں کی قدر ناشناسی کا گلہ کر رہا ہے۔ اسے دیکھنے بھی تو آج کوئی نہ آیا۔ تو پھر یہ معزز لوگ یہاں کس لئے آئے۔

وہ معزز خاتون اپنے میاں سے مخاطب ہوتی ہیں۔ آپ یہاں مجھے کس لئے لائے ہیں۔ جواب ندارد۔ پھر سوال دہرایا جاتا ہے۔ مگر ادھر وہی خاموشی۔ خاتون کو یہ تو اندازہ ہو رہا ہے کہ شاید انہیں یہاں چھوڑنے کے لئے لایا گیا ہے۔ مگر کیوں؟ ان معزز خاتون کی جگہ کوئی اور ہوتی تو وہ ابل پڑتی۔ برس پڑتی اپنے خاوند پر۔ آپ مجھے گھر سے نکال رہے ہیں۔ آپ مجھے اس بیابان میں پھینک کے سزا دے رہے ہیں مگر کاہے کی۔ کیا اپنی دوسری بیوی کو خوش کرنے کے لئے۔ مجھے اس بے آب و گیاہ میدان میں تڑپ تڑپ کے مرنے کا نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں؟ آپ آخر کیوں گھر سے دھکا دے رہے ہیں۔ ...... یہ اور نہ جانے کیا کچھ کوئی دوسری عورت غصہ میں کہہ جاتی۔ مگر یہاں اب معزز خاتون کا چہرہ پروقار ہے۔ وہ ایک بار پھر استفسار کرتی ہیں اور اب کے وہ بزرگ اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا دیتے ہیں۔ غالباً ان کی قلبی کیفیت بھی کچھ ایسی ہے کہ لفظ ان کے حلق میں اٹک رہے ہیں۔ اور وہ خاموشی کی زبان کا سہارا لیتے ہیں۔ اس اٹھی ہوئی انگلی نے مدعا بیان کر دیا، وجہ بتلا دی اور ذہین اہلیہ سمجھ گئیں۔ مگر وہ اللہ کی بندی وہ عظیم بیوی نہ حرف شکایت زبان پر لاتی ہیں۔ نہ گلہ نہ شکوہ، نہ غم نہ غصہ۔ فقط کچھ اس قسم کا اظہار کرتی ہیں اگر یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تو بخوشی قبول ہے۔ اللہ اکبر۔ کیا ایمان کی پختگی ہے، کیا ایثار اور قربانی کا جذبہ ہے۔ کیا دنیا کی کوئی عورت ان حالات میں اتنے پرسکون انداز میں اتنا شاندار جذبہ قربانی کا اظہار کر سکتی ہے۔ محض ایک اشارہ ملتا ہے کہ یہ حکم الٰہی ہے اور وہ عظیم خاتون نہ حرف شکایت زبان پر لاتی ہیں۔ نہ اس صحراء میں پیش آنے والی ممکنہ مشکلات کا اظہار کرتی ہیں بلکہ بغیر کسی حیل و حجت کے، بغیر کسی تردد کے، بغیر کسی ہچکچاہٹ کے سر تسلیم خم کر دیتی ہیں۔ کتنی عظیم ہے وہ ہستی کہ نہ لق و دق صحرا۔ نہ بیابان کا بھیانک ماحول، نہ انگارے برساتی ریت، نہ جانوروں کا خوف، نہ مشکلات کا تصور ان کے قربانی کے عزم کو متزلزل کر سکتے ہیں۔ اللہ کا نام آیا اور سر فوراً جھکا دیا۔ بہت عظیم ہیں وہ خاتون اور عظیم ہے ان کی قربانی۔ مگر اس کا صلہ جو ملا وہ بھی نرالا تھا۔ میاں اپنی اہلیہ اور ننھے بچے سے رخصت ہوتے ہیں، پانی کا مشکیزہ تا بہ کے ساتھ دے گا۔ آخری قطرہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔ بچہ پیاس سے بلبلا رہا ہے۔ ماں کی بے قراری بڑھتی جا رہی ہے۔ کریں تو کیا کریں۔ وہ بھاگتی ہوئی پہاڑی پر چڑھ جاتی ہیں شاید کوئی قافلہ نظر آ جائے۔ پھر بھاگ کر دوسری پہاڑی پر چڑھتی ہیں بے قراری بڑھتی جا رہی ہے۔ قدم تیز سے تیز تر ہوتے جا رہے ہیں۔ بچہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے، رو رہا ہے۔ ماں کی محبت جوش مارتی ہے۔ بظاہر کوئی حل نظر نہیں آ رہا۔ ماں کی پریشانی بڑھتی جا رہی ہے۔ اب کیا ہو گا؟ وہ جو اپنے میاں کے اس بیاباں میں چھوڑنے پہ پرسکون رہیں اب محبت کے ہاتھوں مجبور، بچہ کی تکلیف بے قرار کئے دے رہی ہے۔ وہ بے تحاشہ بھاگی جا رہی ہیں۔ کبھی ایک سمت کبھی دوسری سمت۔ کبھی ایک پہاڑی پر کبھی دوسری پہ اور پھر اس پیارے خدا کو اس پیاری ماں پہ پیار آ گیا اور ایسا آیا کہ آج بھی اس پیار کی مٹھاس محسوس ہو رہی ہے۔ ماں کیا دیکھتی ہیں کہ جہاں بچہ ایڑیاں رگڑ رہا ہے وہاں سے ایک چشمہ ابل پڑا۔ ٹھنڈے میٹھے پانی کا چشمہ جس نے نہ صرف ننھے بچے کی پیاس بجھائی بلکہ آج بھی کروڑوں کی پیاس بجھا رہا ہے۔ پانی دیکھا تو ماں کے قدم رک جاتے ہیں۔ آنکھوں میں چمک، زباں پہ حمد، سر اس پیارے خدا کے سامنے جھکا ہوا، کتنا مہربان ہے وہ آقا؟ اضطراب سکون میں بدل جاتا ہے، بے قراری قرار میں، پریشانی خوشی میں۔ اللہ میاں کو اس محترم ماں کی ادا ایسی پسند آئی کہ اس عمل کو ہر اس شخص کے لئے لازم قرار دے دیا جو حج کی سعادت حاصل کرنے کا متمنی ہو۔ ایک خاتون کی عظیم قربانی کا عظیم صلہ۔ رہتی دنیا تک اس بے قرار ماں کے جذبہ محبت کی یاد منائی جاتی رہے گی۔ یہ تھے وہ محترم وجود ـــــ ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام، ان کی اہلیہ محترمہ حضرت ہاجرہ، جنہوں نے قربانی کا ایک ایسا معیار پیش کیا جس کی کہیں اور مثال نہیں ملتی۔ مگر یہ جذبہ قربانی حالات کی سازگاری کے بعد سرد نہیں پڑ گیا۔ وہ ننھا بچہ (حضرت اسماعیل علیہ السلام) جلد جلد بڑا ہوا۔ اور اس قابل ہو گیا کہ تیز تیز قدم اٹھائے۔ بچہ ماں کی آنکھوں کا تارا۔ باپ کے بڑھاپے کا سہارا، نور نظر۔ لخت جگر، بھاگ رہا ہے۔ ماں خوش، آنکھوں میں چمک اپنے پیارے کی پیاری باتیں سن کر پھولی نہیں سماتیں۔ بچہ جلد جوان ہو گا۔ ان کے گھر کو مسرتوں سے بھر دے گا۔ ماضی کی محرومیاں مٹ جائیں گی۔ آنگن میں خوشیاں ناچیں گی۔ مگر پھر ایک امتحان درپیش ہے۔ پہلے سے بھی زیادہ سخت۔ یہ ماں باپ اور بیٹا تینوں کے لئے یکساں کٹھن ہے۔ اب کے تینوں سے قربانی مانگی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اشارہ ملتا ہے۔ آج اس بچپن سے جوانی کی طرف جلد جلد بڑھنے والے بچے کی قربانی مانگی جا رہی ہے۔ یہ امتحان ہے، آزمائش ہے، ماں کے لئے، بچہ کے لئے، باپ کے لئے۔ جان کی قربانی اور قربانی بھی کس کی۔ اپنے لخت جگر کی، پیارے پیارے بچے کی۔ وہ بچہ جو عاجزانہ دعاؤں کا ثمر ہے۔ ماں باپ کی خوشیوں کا مرکز اور اب جب کہ وہ بچپن کی سرحدوں سے جوانی کی طرف بڑھ رہا ہے تو اس سے بہت سی امیدیں وابستہ ہیں۔ لیکن اللہ نے یوں چاہا کہ اس قیمتی وجود، اس پیاری اولاد کو قربان کر دیا جائے۔

باقی صفحہ نمبر ۲۰ پر

عکس نما

(پروفیسر محمد ارشد چوہدری)

مغرب کی دو رنگی

تہذیب مغرب جسے فخریہ انداز میں کرسچن تہذیب بھی کہا جاتا ہے ایک عجیب مخلوق ہے۔ یہ تہذیب بیک وقت قابل فخر بھی ہے اور قابل شرم بھی۔ دیانت دارانہ بھی ہے اور بددیانت بھی۔ حوصلہ مند بھی ہے اور تنگ نظر بھی۔ یک رنگ بھی ہے اور دو رنگی بھی۔ معروض بھی ہے اور غیر معروض بھی۔ مغرب کے ایک معتبر جریدے سے ایک مثال پیش خدمت ہیں۔

نیوز ویک، ۱۴ اپریل ۹۵ء

اس مؤقر جریدے کی اس اشاعت میں بوزنیا، چیچنیا اور فلسطین پر رپورٹیں ہمارے پیش نظر ہیں۔ بوزنیا کی رپورٹ میں سربیا کے صدر Solobodan کو شیطان کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ اس کی شیطنت کے ثبوت فراہم کئے گئے ہیں۔ مغربی حکومتوں اور اقوام متحدہ کی سربیا کے صدر اور بوزنین سربوں کے سامنے سجدہ ریزی کا ذکر ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کے سربیا میں نئے سفیروں کے تقرر کا تذکرہ ہے۔ سلوبوڈان کے مسلمان عورتوں کی اجتماعی آبروریزی کی منصوبہ بندی کرنے کے شواہد پیش کئے گئے ہیں۔ مغربی حکومتوں کی سربوں کے سامنے سجدہ ریز ہونے پر شرمندگی دلائی گئی ہے۔ امریکہ اور برطانیہ اپنے سفیر اس لئے بدل رہے ہیں کہ سابقہ سفراء اپنی حکومتوں کی اسلام دشمنی پر مبنی پالیسی کو ہضم نہیں کر پا رہے تھے۔ وغیرہ۔

یہ رپورٹ حقائق پر مبنی دیانت دارانہ رپورٹنگ ہے۔ ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوتا اگر فلسطین کی رپورٹ بھی اسی معروضی طریق سے پیش کی جاتی لیکن ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم ابھی ثابت کریں گے۔

چیچنیا کی رپورٹ

اس رپورٹ میں بین السطور یہ اقرار کیا گیا ہے کہ روس نے یہ جنگ غیر انسانی طریق پر لڑی ہے اور چیچنیا کو روس کا حصہ کہتے ہوئے بھی روسی فوج نے اپنے ہی عوام پر بے پناہ مظالم ڈھائے ہیں۔ اس رپورٹ میں اس بات کا ذکر بھی ہے کہ روس کے صدر یلسن ۹ مئی کو ماسکو میں مغربی لیڈروں سے مذاکرات کرنے والے ہیں۔ اسی لئے ۹ مئی سے پہلے ہی چیچنیا کو ختم کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ مغربی لیڈروں کو یہ بتا سکیں کہ چیچنیا نام کا کوئی مسئلہ روس میں سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ ہمیں نیوز ویک کی اس رپورٹنگ پر بھی اعتراض نہ ہوتا اگر اس نے فلسطین کے معاملے میں بھی یہی پالیسی اختیار کی ہوتی۔

فلسطینی رپورٹ

فلسطین پر رپورٹ بوزنیا اور چیچنیا کی رپورٹوں سے بالکل مختلف ہے۔ بوزنیا اور چیچنیا میں عیسائی حکومتوں اور ان کی دہشت پسندی کا عیسائیت اور بائبل سے کوئی تعلق نہیں ہے جبکہ فلسطینیوں کی اسرائیل کے خلاف جوابی دہشت گردی کا اسلام اور قرآن سے گہرا تعلق ہے۔ عیسائی وحشت اور بربریت کا ذکر کرتے وقت بائبل، عیسائیت اور چرچ کو بیچ میں نہیں لایا گیا لیکن مڈل ایسٹ کی رپورٹنگ میں مندرجہ ذیل حوالہ جات شامل کئے گئے ہیں۔

۱۔ رپورٹ کا عنوان ہے: جنت میں جانے کی گارنٹی۔
۲۔ جہاں شہد اور پاکیزہ شراب کی نہریں بہتی ہونگی۔
۳۔ جو نعمتیں نہ کسی آنکھ نے دیکھیں، نہ کسی کان سے سنیں۔
۴۔ حماس۔ اسلامی مزاحمتی تحریک ہے۔
۵۔ اسلامک جہاد اور شہادت کا ذکر ہے۔
۶۔ مذہب، سیاست، اور شہادت کی تعلیم دی جاتی ہے۔
۷۔ قبر کے فرشتے، جو انسان سے سوال وجواب کرتے ہیں۔
۸۔ دہشت پسندوں کو دو دن اور دو رات صرف قرآن پڑھایا جاتا ہے۔
۹۔ انہیں بتایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہودیوں کو قتل کرنے کی اجازت ہے۔
۱۰۔ شہیدوں کو جنت میں ۷۲ کنواری حوریں ملیں گی۔ وغیرہ۔

رپورٹنگ کا یہ طریق کوئی اتفاقی امر نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہم نے تعاقب مغرب میں کئی بار ذکر کر چکے ہیں یہ ایک سوچا سمجھا ہوا اور منصوبہ بند طرز عمل ہے جو مغربی پریس کی فطرت ثانیہ بن چکا ہے کہ جب بھی اور جہاں بھی موقعہ ملے اسلام اور قرآن پر حملے کرو اور اس طرح پر مغربی عوام کو اسلام اس درجہ متنفر رکھو کہ ایک تو وہ اسلام سے متاثر ہونے کی صلاحیت سے عاری ہو جائیں اور دوسرے مغربی ممالک کے مسلمانوں کے مظالم پر خاموش رہیں اور کوئی رد عمل نہ دکھائیں۔ یہی وجہ ہے کہ عراق اور بوزنیا وغیرہ کے معاملات میں مغربی عوام کی طرف سے اپنی حکومتوں پر کوئی مؤثر تنقید نہیں کی گئی اور مغربی حکومتیں اپنی اسلام دشمنی پر مبنی کاروائیاں بلاخوف و خطر جاری رکھے ہوئے ہیں۔

انصاف کا تقاضا ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم صرف مغرب ہی کو سارا الزام نہ دیں بلکہ خود مسلمانوں کو بھی اس الزام میں شریک کریں کہ وہ اپنے سیاسی اور دیگر جھگڑوں میں اسلام، قرآن، شہادت اور جہاد وغیرہ کا بے جا ذکر اور پرچار کرنے سے باز نہیں آتے۔ مسلمان لیڈر اپنی سیاسی چالوں کو کامیاب بنانے کے لئے اسلام اور قرآن کی غلط تفسیر سے مسلمان عوام کو اپنا ہمنوا بنانا چاہتے ہیں اور نہ صرف خود ہی اسلام کی بدنامی کا موجب بنتے ہیں بلکہ مغربی پریس کے ہاتھ میں ایک ہتھیار تھما دیتے ہیں جسے مغرب انتہائی چالاکی اور ہوشیاری سے ان کے خلاف استعمال کرتا ہے۔

خوف اسلام

اسلام کے احیاء کا خوف مغرب کے اعصاب پر حاوی ہو چکا ہے۔ سلطنت روس کے غیر متوقع زوال کے بعد سے یورپین یونین، نیٹو (Nato) اور IISS لندن کے کئی اجلاس Islamic Factor پر بحث کی نذر ہو چکے ہیں اور اس امر پر اتفاق رائے ہو چکا ہے کہ نئے ورلڈ آرڈر میں اسلام کے سوا مغرب کا کوئی اور حریف نہیں ہے۔ چین، روس اور مشرقی یورپ کی طرف سے مغربی یورپ کو درپیش سیاسی اور اقتصادی خطرات کا گاہے بگاہے ذکر تو ہوتا رہتا ہے لیکن انہیں زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ امریکہ کی قیادت میں مغرب کی پوری سیاسی توجہ اسلام کو قابو میں رکھنے (Containment) پر مرکوز ہو چکی ہے۔ امریکہ بہادر تو اپنی اسلام دشمنی کے اظہار میں بین الاقوامی مصلحتوں کا قائل بھی نہیں رہا ہے جس کا ثبوت امریکہ کے شہر اوکلاہوما میں حالیہ بم دھماکے نے بھی فراہم کر دیا ہے۔ بلا سوچے سمجھے اور بلاتحقیق امریکی پریس اور بعض معتبر امریکی رہنماؤں نے اسے اسلامی دہشت گردی کے طور پر پیش کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ بعض جگہوں پر امریکی مسلمانوں کے گھروں پر حملے بھی شروع ہو گئے ہیں۔ ایک دو مسلمانوں کو گرفتار بھی کیا گیا جنہیں بعد میں رہا کرنا پڑا کیونکہ جلد ہی پتہ چل گیا کہ اس دہشت گردی کے ذمہ دار دو سفید امریکن باشندے ہیں۔

بظاہر تو یہ ایک معمولی واقعہ ہے لیکن درحقیقت یہ ایک Pattern کی نشان دہی کرتا ہے۔ مغربی عوام کو Condition کیا جا رہا ہے کہ وہ دہشت گردی کا نام آتے ہی اسلام کی طرف دیکھیں کیونکہ مغربی سیاست دانوں کے خیال میں اگر دنیا میں طاقت کے نئے مراکز پیدا ہو سکتے ہیں اور وہ مغرب کی سیاسی اور اقتصادی بالا دستی کو چیلنج کر سکتے ہیں تو وہ صرف اور صرف اسلامی ممالک ہی میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ مغرب کی یہ سوچ درست ہے یا غلط اس کا فیصلہ تو مستقبل ہی کرے گا۔

دنیائے مذاہب

چرچ میں گناہ بخشوانے والوں کی تعداد میں کمی آگئی

(رشید احمد چوہدری)

رومن کیتھولک مذہب میں ایک قدیم رسم چرچ میں جاکر گناہوں کو قبول کرنے کی ہے۔ ایسا شخص عام طور پر ہفتہ کے دن چرچ کے اندر ایک مخصوص جگہ پر جاکر اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہے اور اس کی معافی چاہتا ہے۔ پردے یا جالی کے پیچھے اس وقت پادری موجود ہوتا ہے جو ساری گفتگو سن کر اس کی ڈھارس بندھاتا ہے اور اسے کفارہ ادا کرنے کو کہتا ہے۔ مگر آج کل یہ رسم ماند پڑ رہی ہے چنانچہ برطانیہ کے چرچوں کے ایک سروے سے یہ بات منظر عام پر آئی ہے کہ بہت تھوڑے لوگ پادریوں کے پاس گناہ معاف کروانے آتے ہیں۔ بعض پادری تو ہر ہفتہ وقت مقررہ پر اس مخصوص باکس میں موجود ہوتے ہیں اور انتظار کرتے ہیں مگر گناہ بخشوانے والا ایک بھی نہیں آتا۔

بشپ آف مدرویل نے اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہ ایسے لوگوں کی تعداد میں کمی واقع ہو گئی ہے کہا ہے کہ بعض لوگ ہفتہ وار گناہ بخشوانے کی بجائے کسی بڑے تہوار کا انتظار کرتے ہیں اور اس وقت یہ کاروائی سرانجام دیتے ہیں۔

برطانیہ کے مشہور اخبار سنڈے ٹائمز نے حال ہی میں ایک سروے کیا ہے جس کے نتیجے میں معلوم ہوا ہے کہ ۴۰ کلیسائی حلقوں میں سے ۳۵ حلقے ایسے ہیں جہاں گناہوں کا اقرار کر کے معافی طلب کرنے والوں کی تعداد میں کمی واقع ہو گئی ہے۔

سینٹ این چرچ لیورپول کے پادری John Cullen نے بتایا کہ وہ ہر ہفتہ مقررہ وقت پر اپنے باکس میں موجود ہوتے ہیں اور انہوں نے ۳۰ منٹ اس کام کے لئے وقف کئے ہوئے ہیں چاہے کوئی آئے یا نہ آئے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ آج سے چھ سال پہلے کافی لوگ گناہوں کا اقرار کرنے آجایا کرتے تھے مگر اب بہت کم لوگ آتے ہیں۔

برطانیہ میں ۵ ملین کے لگ بھگ رومن کیتھولک آباد ہیں جنہیں کم از کم سال میں ایک دفعہ عشائے ربانی میں شرکت سے پہلے اپنے گناہوں کا اقرار کر کے انہیں بخشوانا چاہئے۔ عشائے ربانی کی تقریب وہ ہے جسے عیسائی حضرات حضرت عیسیٰ کی جان کی قربانی کی یاد کے سلسلہ میں منعقد کرتے ہیں۔ اکثر یہ تقریب ایسٹر کے موقع پر ہوتی ہے۔ اگرچہ پوپ نے عیسائیوں سے توقع ظاہر کی تھی کہ وہ ہر دو ماہ بعد Confession کر لیا کریں۔ Confession کے دوران پادری گناہ قبول کرنے والے کو کفارہ ادا کرنے کی ہدایت کرتا ہے جو بعض صورتوں میں روزہ رکھنے اور بعض صورتوں میں مقدس مقامات کی زیارت ہوتا ہے۔

عیسائیوں کے مشہور اخبار کیتھولک ہیرلڈ کے ڈپٹی ایڈیٹر Murray White کے بیان کے مطابق لوگ اس مخصوص رسم کی بجائے آج کل پادری کو چائے پر بلا کر اس سے بات چیت کرنے کو ترجیح دیتے ہیں اور اس طرح اپنے گناہوں کی معافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔

ایک اور پادری مائیکل سیڈ (Michael Seed) کا کہنا ہے کہ تعداد میں کمی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لوگ اپنے رازوں کو خفیہ رکھنا چاہتے ہیں اس لئے یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بعض لوگ اپنے علاقہ سے ۵۰ میل دور جاکر کسی چرچ میں Confession کرتے ہیں۔

ہیمر سمتھ (Hammersmith) کے ہولی ٹرینیٹی (Holy Trinity) چرچ کے پادری Eddi Mathews نے کہا ہے کہ گناہ معاف کروانے کا طریق آج بھی وہی ہے جو ۲۰ سال پہلے تھا مگر افسوس کی بات ہے کہ کیتھولک لوگ اس طریق کار کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔

بشپ آف نارتھ لندن پادری Vincent Nichols نے کہا ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد میں کمی باعث تشویش نہیں اس لئے کہ آج کل چرچ میں ایسی مجالس منعقد کی جاتی ہیں جو خاص طور پر گناہوں سے توبہ کرنے کے مقصد کے لئے منعقد کی جاتی ہیں اور ان مجالس میں لوگ بکثرت شریک ہوتے ہیں۔

انگلستان اور ویلز کے کیتھولک چرچوں کے ایک ترجمان نے اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ دراصل ہر ہفتہ گناہ قبول کرنے والے بکسوں میں جاکر اپنے گناہوں کا اقرار کرنا نقصان دہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ اس طرح لوگوں کے اندر یہ رجحان تقویت پاتا ہے کہ یہ محض ایک مذہبی رسم کے طور پر ہے کیونکہ اصل بات چرچ میں جاکر گناہ کا اقرار کرنا نہیں بلکہ اپنے گناہوں کا احساس اور اس سے توبہ کی خواہش ہے۔

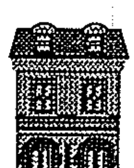

Earlsfield Properties

RENTING AGENTS

081 877 0762

PROPERTIES WANTEDIN ALL AREAS FOR WAITING TENANTS

الفضل ڈائجسٹ

مرتبہ - محمود احمد ملک

★★سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ۲۲ اگست ۱۹۴۱ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضرت شیخ ظفرؓ احمد صاحب کپورتھلوی کا نہایت محبت سے ذکر کیا جو چند روز قبل وفات پاگئے تھے۔ حضورؓ نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا کرنا ان پر احسان نہیں ہے بلکہ دعا کرنے والے کا اپنی ذات پر احسان ہے کیونکہ جو ان کے لئے دعا کرتا ہے خدا کے حکم سے اسکے فرشتے اسکے لئے دعا کرتے ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ فرشتوں کی دعا تمہاری دعا سے زیادہ سنی جائے گی۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی نماز جنازہ حضرت مسیح موعودؑ نے بہت لمبی پڑھائی اور فارغ ہوکر فرمایا کہ آج ہم نے اپنی ساری جماعت کے لوگوں کا جنازہ پڑھا دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بھی یہی مفہوم تھا۔ حضرت اقدسؑ نے وہ کام کیا جو فرشتے کرتے ہیں کہ جماعت کے لوگ خدا کے ایک نیک بندے کے لئے دعا کر رہے ہیں تو آپؑ نے ان دعا کرنے والوں کے لئے بھی دعا کرنی شروع کردی۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا یہ خطبہ روزنامہ "الفضل" ربوہ کے ۲۸ مئی کے شمارہ میں شائع ہوا ہے۔

★★حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ وہ پاک وجود تھے جنہیں حضرت مسیح موعودؑ نے "غضنفر" کا لقب عطا فرمایا۔ آپؓ حضرت سید عبدالقادرؒ جیلانی کی اولاد میں سے تھے۔ ۱۸۵۵ء میں پیدا ہوئے۔ تحصیل علم کی خاطر ۱۳ سال کی عمر میں اپنے وطن سے عازم سفر ہوئے۔ ۱۸۹۷ء کے آغاز میں آپکو قبول احمدیت کی سعادت حاصل ہوئی۔ ۱۹۰۱ء میں مستقل قادیان آگئے جہاں ۴۶ سال تک نہایت جلیل القدر خدمات کی توفیق پائی۔ حضرت اقدسؑ نے ایک مرتبہ آپکو خاص طور پر فرمایا کہ میں خداداد فراست سے آپ میں رشد و ہدایت پاتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے نہ صرف آپکو کئی جگہ جماعت کے نمائندہ کے طور پر بھیجا بلکہ آپؓ کی اقتداء میں نماز بھی ادا فرمائی۔ آپکی تفسیر قرآن کو حضرت اقدسؑ نے شرف سند بخشا جس کا خاص طور پر اشاعت کا اہتمام بھی کیا گیا۔ حضرت مسیح موعودؑ کے ہمراہ کئی سفروں میں رفاقت بھی آپکو نصیب ہوئی۔ ۱۹۰۷ء میں آپکی وقف کی درخواست پر حضورؑ نے فرمایا "آپکو اس کام کے لائق سمجھتا ہوں"۔ حضورؑ کے کئی نشانات پر آپ گواہ تھے اور اس سلسلہ میں آپؓ کا نام حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ ابھی بچہ ہی تھے جب حضرت سید سرورؓ شاہ صاحب کو خواب میں بتا دیا گیا کہ یہ بچہ بڑی شان کا مقام حاصل کرے گا چنانچہ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ اس خواب کے بعد میں جب بھی صاحبزادہ صاحب کی کلاس کو پڑھانے گیا تو کرسی پر نہیں بیٹھا بلکہ کھڑے ہوکر ہی پڑھایا۔ سیدنا مصلح موعودؓ کے حضرت سیدہ مریم صاحبہ (ام طاہرؓ) اور حضرت سیدہ عزیزہ بیگم صاحبہ سے نکاح کے اعلانات بھی آپؓ نے فرمائے۔ اسی طرح جلسہ سالانہ اور دیگر جلسوں میں سینکڑوں تقاریر کرنے کی توفیق پائی اور تربیت و تبلیغ کے لئے متعدد سفر کئے۔ آپؓ نے ناظر تعلیم و تربیت، پرنسپل جامعہ احمدیہ، مفتی سلسلہ، امیر مقامی، سیکرٹری بہشتی مقبرہ سمیت بہت سے اہم عہدوں پر کام کیا۔ ۳ جون ۱۹۴۷ء کو آپؓ کی وفات پر سیدنا مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی، نعش کو کندھا دیا اور قبر پر مٹی ڈالی۔ ۶ جون ۴۷ء کے خطبہ جمعہ میں حضورؓ نے حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ کی خدمات اور کارناموں کا ذکر کیا اور فرمایا "اگر مجھے کسی کی محنت پر رشک آتا ہے تو وہ مولوی صاحب تھے... وصیت کا نظام مولوی سید سرور شاہ صاحب کا ممنون احسان ہے"۔ حضرت مولوی صاحب کے بارے میں یہ تفصیلی مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ کی ۳۰ مئی کی اشاعت کی زینت ہے۔

★★ "الفضل" ربوہ کی ۳۱ مئی کی اشاعت سے محترم نسیم سیفی صاحب کی ایک نظم کے دو اشعار ہدیہ قارئین ہیں"

محبت جب رہین گردش حالات ہوتی ہے
زمانے بھر کی ہر شے باعث آفات ہوتی ہے
بظاہر اہل دنیا کو بھی اطمینان ہے حاصل
خدا والوں کی لیکن اور ہی کچھ بات ہوتی ہے

★★ یکم جون کے روزنامہ "الفضل" میں شائع ہونے والی محترم ڈاکٹر محمود الحسن صاحب کی نظم سے چند اشعار ملاحظہ ہوں

جانے کیا آنکھوں کے پیمانے چھلکاتے ہیں آپ
اور بھی بہکے ہوئے رندوں کو بہکاتے ہیں آپ
ہے انیس شام تنہائی فقط یاد آپ کی
کیا بتائیں کیسے کیسے دل کو بہلاتے ہیں آپ
سوز غم سے قلب عاری اور جنوں سے سر تہی
کیا اسی الفت پہ اتنا ناز فرماتے ہیں آپ

★★مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی انتالیسویں سالانہ تربیتی کلاس کی رپورٹ کے مطابق جو ۴ جون کے روزنامہ "الفضل" میں شائع ہوئی ہے امسال کلاس میں ۳۴۰ طلباء شامل ہوئے جن کو قرآن کریم، حدیث، فقہ، کلام اور عربی بول چال کی تعلیم دی گئی۔ نیز دیگر کئی تربیتی اور عملی پروگرام بھی منعقد ہوئے۔

★★مورخہ ۱۱ جون ۱۹۹۵ء کو بھارت کے صوبہ ہماچل پردیش میں امب کے مقام پر جماعت احمدیہ اور علمائے دیوبند کے مابین ایک مباحثہ کا انعقاد ہوا جس میں آغاز سے ہی علمائے دیوبند نے جن کی تعداد ۱۲ تھی اور جو دوردراز سے اس مباحثہ کے لئے آئے تھے، طے شدہ تحریری شرائط کو نظرانداز کرتے ہوئے لغو گفتگو شروع کردی۔ اس مناظرے کی کاروائی کی ویڈیو فلم بھی تیار کی گئی۔ اس مباحثہ کی کسی قدر تفصیل ہفت روزہ "بدر" قادیان، ۱۵ جون ۱۹۹۵ء میں شائع ہوئی ہے۔

★★جماعت احمدیہ برطانیہ کے "اخبار احمدیہ" برائے مئی و جون میں "یوکے اطفال ریلی ۹۵ء" کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جس کے مطابق ریلی میں ۴۰۰ اطفال شامل ہوئے۔ علمی مقابلہ جات کے علاوہ

بقیہ مختصرات

آیت نمبر۵ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ شکاری جانوروں کی مدد سے کیا گیا کس صورت میں جائز ہوتا ہے۔ اسی طرح آیت نمبر۶ میں لفظ "والمحصنات من الذین اوتوا الکتاب" کے تحت بتایا کہ اہل کتاب میں سے صرف ان عورتوں سے شادی کرنا جائز ہے جو پاک دامن ہوں اور یہ بہت اہم شرط ہے جسے عام طور پر مغرب میں شادیاں کرنے والے لوگ نظرانداز کر دیتے ہیں۔ ان سب آیات کی تفسیر احباب کو خود ٹیپ لے کر سننا بہت مفید رہے گا۔ آج ترجمۃ القرآن کی کلاس نمبر۶۵ تھی۔

جمعۃ المبارک ۳۰ جون ۱۹۹۵ء .

پروگرام کے مطابق آج اردو دان احباب جماعت کے ساتھ اردو میں مجلس سوال وجواب ہوئی جس میں حسب ذیل سوالات کئے گئے:۔

☆ بعض اسلامی ملکوں میں ملک کے بانی یا دیگر بڑے لیڈروں کے مزاروں پر گارڈ اور فوجی سلامی کا طریق جاری ہے۔ کیا یہ طریق اسلامی تعلیم کے مطابق درست ہے؟

☆ مسلمانوں کے گھروں میں عام رواج ہے کہ "یااللہ" اور "یامحمدؐ" کے فریم لگائے ہوتے ہیں۔ "یا" کا لفظ تو زندہ کے لئے استعمال ہوتا ہے اور آنحضرتؐ وفات پاچکے ہیں۔ کیا ان کے نام کے ساتھ "یا" لگانا جائز ہے؟

☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے پاس بالخصوص اور دوسرے لوگوں کے پاس بالعموم آپؑ کے تبرکات موجود ہیں۔ کیا یہ مناسب نہ ہوگا کہ ان سب تبرکات کی باقاعدہ تصدیق کروائی جائے، نیز ان سب کو اکٹھا کر کے جماعت کی تحویل میں دے دیا جائے تاکہ سب احمدی انہیں دیکھ سکیں اور ان کی برکت حاصل کر سکیں۔ اس پر حضور انور کا تبصرہ!

☆ آج کل غیر احمدی مولویوں کی طرف سے اس قسم کے بیانات اخبارات میں شائع ہو رہے ہیں کہ "ختم نبوت مسلمانوں کا اساسی عقیدہ ہے"، "عقیدہ ختم نبوت کے بغیر دین کی تکمیل ممکن نہیں"، "عقیدہ ختم نبوت پر یقین کے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا"۔ اس قسم کے بیانات پر حضور انور کا کیا تبصرہ ہے؟

☆ ابھی حال ہی میں ٹی وی پر ایک پروگرام آیا ہے (Near death Experiences) - اس میں وہ ان لوگوں کو سامنے لائے ہیں جنہوں نے اپریشن کے دوران دیکھا کہ وہ اوپر چلے گئے ہیں۔ اور انہوں نے دیکھا کہ کیسے ان کا اپریشن ہوا۔ یا انہوں نے دیکھا کہ وہ کسی سرنگ میں گئے ہیں۔ اور وہاں دور سے اپنے وفات شدہ والدین کو دیکھا اور پھر واپس آگئے۔ اس بارہ میں حضور کیا فرماتے ہیں؟

☆ انتخابات کے موقع پر عام طور پر کنویسنگ (Convessing) کی اجازت نہیں لیکن مجلس انتخاب میں نام تجویز کرنے کے بعد اس کی تائید میں مختصر تقریر کرنے کی اجازت ہے۔ کیا یہ تقریر بھی کنویسنگ کے دائرہ میں آتی ہے؟

☆ آج کل اقوام متحدہ کی پچاسویں سالگرہ بڑی دھوم دھام سے منائی جارہی ہے۔ اس پر حضور انور کا تبصرہ!

☆ "اللہ الذی انزل الکتاب بالحق والمیزان" (سورہ شوریٰ: ۱۸) میں میزان سے کیا مراد ہے؟

☆ سورہ النساء کی آیت میں عورتوں کے لئے "واضربوھن" آیا ہے - اس کی کیا توجیہہ ہے؟

☆ حال ہی میں چرچ کا ایک بیان آیا ہے کہ زمانہ کے بدلنے کے ساتھ ہمیں اپنی اصطلاحات (Terminology) اور اپنے عقائد میں بھی تبدیلی کرنی چاہئے۔ مثلاً جو میاں بیوی شادی کے بغیر اکٹھے رہ رہے ہیں۔ ان کے لئے Sinful Living کے الفاظ استعمال کرنے بہت افسوس ناک ہیں اس وجہ سے ہمیں یہ لفظ اڑا دینا چاہئے۔ حضور انور کا اس بیان پر تبصرہ!

☆ اسلام میں حکم ہے کہ نماز کے وقت سر کو ڈھانپنا چاہئے لیکن حج کے موقعہ پر، طواف کے موقعہ پر سر ننگا رکھا جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

☆ وضو کرتے ہوئے جب مسح کرتے ہیں۔ تو کیا جوتوں پر مسح کرنا ہی کافی ہوتا ہے یا جوتے اتار کر جرابوں پر مسح کرنا ہوگا؟

☆ عشاء کی نماز کے بعد اگر انسان کسی وجہ سے جاگتا رہے تو کیا نصف شب کے بعد بغیر سوئے تہجد پڑھ سکتا ہے؟

☆ اگر سنتیں پڑھنے کے بعد اور فرض ادا کرنے سے پہلے کسی کو وضو کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو کیا اسے سنتیں دوبارہ پڑھنی ہونگی؟

☆ گزشتہ دنوں بریڈ فورڈ میں ہونے والے ہنگاموں سے چرچ نے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا تبصرہ!

(ع - م - ر)

سیدنا حضرت امیرالمومنین کے ساتھ مجلس سوال و جواب بھی منعقد ہوئی۔ اسی شمارہ کے اردو حصہ میں ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام منعقدہ مجالس سوال و جواب کی رپورٹس بھی شائع ہوئی ہیں۔

الفضل انٹرنیشنل میں اشتہار دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

خریداران الفضل سے گزارش
کیا آپ نے نئے سال کا چندہ خریداری ادا کردیا ہے؟
اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں اس کی ادائیگی فرماکر رسید حاصل کریں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع کریں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

سائنس کی دنیا

(آصف علی پرویز)

مشرق و مغرب کی ملاقات

۲۹ جون ۱۹۹۵ء کی ایک خوبصورت اور چمکیلی دوپہر تھی جب انگلستان کے وقت کے مطابق دو بج کر دس منٹ پر ایک امریکی شخص نے اپنے گھر کے دروازے کو ایک روسی شخص کے لئے کھولا لیکن نہ تو یہ گھر ہی معمولی تھا اور نہ ہی یہ ملاقات۔ یہ گھر امریکہ کی خلا میں جانے والی شٹل Space Shuttle اٹلانٹا (Atlanta) تھی اور یہ امریکی شخص خلانورد ہیوبسن تھا اور جس گھر میں داخل ہوئے وہ زمین سے تقریباً ۲۰۰ میل دور اڑنے والی روسی لیبارٹری میر (Mir) - یہ واقعہ بیسویں صدی کی خلائی اڑانوں میں ایک انتہائی اہم سنگ میل ہے۔

روس نے تقریباً ۹ سال قبل ایک بڑا خلائی اسٹیشن جس کو (Mir) کا نام دیا گیا ہے، خلا میں چھوڑ رکھا ہے۔ روسی خلاباز گاہے بگاہے زمین سے اڑ کر اس سٹیشن میں جاتے ہیں اور بعض اوقات کئی ماہ بلکہ سال بھر اوپر گزارتے ہیں اور مختلف سائنسی تجربات کرتے ہیں۔ جب روس اور امریکہ کے درمیان سرد جنگ کا خاتمہ ہوا تو دونوں ممالک کی حکومتوں نے یہ فیصلہ کیا کہ خلا میں تحقیق کے کام کو آگے بڑھانے کے لئے باہم تعاون کیا جائے۔ اس کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ دونوں ممالک اور دوسرے ترقی یافتہ یورپی ممالک اور جاپان کی مشترکہ کاوش سے خلا میں ایک نہایت ہی بڑی لیبارٹری قائم کی جائے جس کا رقبہ ایک فٹ بال کی گراؤنڈ کے برابر ہوگا۔ اس کا نام خلائی سٹیشن "الفا" (Alpha) ہوگا۔ ایک وقت ایسا آئے گا جب اس خلائی سٹیشن سے خلائی جہاز چاند اور مریخ کی طرف بھجوائے جائیں گے۔

اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ضروری تھا کہ امریکی شٹل، جو یوں تو ایک راکٹ کی طرح خلا میں جاتی ہے اور پھر زمین پر ایک ہوائی جہاز (Glider) کی طرح اترتی ہے، کا موجودہ روسی خلائی سٹیشن سے ملاپ کیا جائے۔ چنانچہ تقریباً تین سال سے اس منصوبہ پر کام جاری ہے اور آئندہ کئی سال جاری رہے گا۔ اس سال فروری میں جب خلائی شٹل خلا میں گئی تو اس نے روسی سٹیشن سے صرف ۳۰ فٹ دور رہ کر باہم جڑنے کے عمل کی مشق کی لیکن یہ "ملاقات" محض مشق تک ہی محدود رہی۔ اٹلانٹا (Atlanta) کے ذریعہ خلا میں ملاقات کا منصوبہ پایہ تکمیل کو پہنچا۔ چنانچہ اٹلانٹا کے اندر وہ خاص دروازہ لگایا گیا جس کی مدد سے "شٹل" اور "میر" سٹیشن نے باہم جڑنا تھا۔ دلچسپ امر یہ ہے کہ یہ مخصوص دروازہ روسی انجینئروں اور سائنس دانوں نے تیار کیا ہے۔ وقت مقررہ پر خلائی سٹیشن "میر" اپنے اونچے مدار سے نیچے کے مدار میں آیا۔ ادھر نیچے سے خلائی شٹل اٹلانٹا نے آہستہ آہستہ چند فٹ فی سیکنڈ کی رفتار سے اوپر اٹھنا شروع کیا۔ یہ بات انتہائی اہم تھی کہ دونوں خلائی جہازوں کے دروازے (Hatches) باہم بالکل صحیح طور پر جڑیں تاکہ دونوں کے درمیان ایک ہوا بند سرنگ نما راستہ Air Tight Tunnel بن سکے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خاص کیمرے لگائے گئے تھے۔ چنانچہ باہم جڑنے کا یہ عمل (Docking) بالکل صحیح طور پر عمل میں لایا گیا۔

اگرچہ دونوں خلائی جہازوں میں برابر فضائی دباؤ رکھا گیا پھر بھی پہلے ایک والو (Valve) کھولا گیا تاکہ دونوں طرف کا دباؤ بالکل ایک جیسا ہو جائے اور پھر روسی و امریکی خلا بازوں نے اپنے اپنے دروازے (Hatches) کھول کر تاریخی مصافحہ کیا۔ بعد ازاں تمام کے تمام دس خلابازوں نے "میر سٹیشن" پر اکٹھے ہو کر تصاویر بھی بنوائیں اور پارٹی بھی کی۔ یہ بتانا دلچسپی سے خالی نہیں کہ جب یہ جڑنے کا عمل جاری تھا تو دونوں جہاز اٹھارہ ہزار (۱۸,۰۰۰) میل فی گھنٹہ کی رفتار سے زمین کے گرد چکر لگا رہے تھے۔

اگرچہ یہ ملاقات انتہائی تاریخی نوعیت کی ہے اور اس سے امریکہ اور روس کے مابین خلائی دوڑ ختم ہو کر خلائی تعاون کا ایک نیا باب کھل گیا ہے لیکن آج سے ۲۰ برس قبل روسی خلاباز "سوئیز" (Souiz) اور امریکی راکٹ "اپولو" (Apolo) کے خلابازوں کے درمیان خلا میں ایک ملاقات پہلے ہو چکی ہے۔

تاہم تعاون کی موجودہ فضا میں یہ امید کی جاتی ہے کہ موجودہ "ملاقات" آئندہ آنے والی "ملاقاتوں" کا باعث بنے گی اور خلا میں بہت بڑے اسٹیشن میں ایک مستقل سائنسی آبادی بن جائے گی جو اپنی "فصلیں" خود بوئیں گے اور زمین سے دور ایک نئے گھر کی تکمیل کا خواب پایہ تکمیل کو پہنچے گا!۔

موصیان کرام توجہ فرمائیں

ہر سال کے آخر پر دفتر وصیت سے اپنی آمد کی حساب فہمی کرانی ضروری ہے۔ یہ دفتر کی طرف سے باقاعدہ ادائیگی کا گوشوارہ تصدیق فارم ارسال کیا جاتا ہے۔ ہر موصی / موصیہ کا اولین فرض ہے کہ گوشوارہ اور آمد کی تصدیق کر کے فوری جواب سے مطلع فرمائیں تا بقایا / فاضلہ کا تعین ہو سکے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

الفضل انٹرنیشنل کی زیادہ سے زیادہ خریداری کے ذریعہ اس روحانی چشمہ کے فیض کو عام کریں۔ نہ صرف خود خریدار بنیں بلکہ دوسروں کو بھی خریداری کی طرف توجہ دلائیں۔

(مینیجر)

MUSLIM TELEVISION AHMADIYYA

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission from London
14th of July1995 - 27th of July 1995

FRIDAY 14TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	M.T.A Variety: "How I became a Ahmadi" (Urdu)
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 6 part 1*
1.00	News
1.20	Friday Sermon *LIVE*
2.40	*Nazam*
2.45	Mulaqat *with Urdu speaking friends. 14-7-95*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

SATURDAY 15TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	M.T.A Variety: *Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, held in Croydon part 1*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *"Various programmes from U.S. Ahmadiyya" 3rd part*
2.00	Children's Corner: Mulaqat *with Huzoor 15/7/1995*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA variety: *German programme Waqfe Nau*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

SUNDAY 16TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith *with English Translation*
12.00	M.T.A Variety: *Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, held in Croydon part 2*
1.00	News
1.30	Around the Globe
2.00	Mulaqat *with English delegates 16/7/1995*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA variety *:A Letter from London by Ameer sahib UK*
3.35	*Nazam*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

MONDAY 17TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Malfoozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 6 Part 2*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *Documentary*
2.00	"Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.96*
3.00	*Nazam*
3.05	"Dilbar mera yehi hai" *Ch. Hadi Ali sb.*
3.30	MTA variety: *German programme "Islamicsh Press Shau" Part 15*
4.00	*Qaseedah*
4.10	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

TUESDAY 18TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters: *with Dr. Mujeebul Haq*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 7 part 1*
1.00	News
1.30	Around the globe: *"Introduction of the first 14 members of Lajna Imaillah",*
2.00	"Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.97*
3.00	*Nazam*
3.05	*Cooking Lesson* ALMAIDAH
3.35	Canada Speaks: *"Meet our Friends" Part 8*
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

WEDNESDAY 19TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile: *"Women in Islam"(Turkish)*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 7 part 2*
1.00	News
1.30	MTA Life Style: *Sewing Class "Perahan" No.2*
2.00	"Quran Class" *Tarjamatul Quran class No.70*
3.05	*Nazam*
3.10	MTA Variety: *"An Interview, Malik Jammil Ur Rahman and Rafiq Sahib Wakilut Tasnif"*
3.40	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

THURSDAY 20TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Medical Matters *with Dr.Mujeeb ul Haq*
12.25	Learning Languages with Huzoor *Lesson 8 part 1*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *Documentary*
2.00	"Quran Class" *Tarjamatul Quran class No.71*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA variety : *"Seerat Hadhrat Zufrul Haq Ali Khan Gohar"*
3.30	Children's Corner: *Bait Bazi Nasirat from Rabwah 3rd part*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

FRIDAY 21ST JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	M.T.A Variety: *Programme from Kababir (Arabic)*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 8 part 2*
1.00	News
1.20	Friday Sermon *LIVE*
2.40	*Nazam*
2.45	Mulaqat *with Urdu speaking friends. 21/7/95*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

SATURDAY 22ND JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	M.T.A Variety: *Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, held in Islamabad UK 1st part*
1.00	News
1.30	Around the Globe
2.00	Children's Corner: *Mulaqat with Huzoor 22/7/1995*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA variety: *German programme*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

SUNDAY 23RD JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith *with English Translation*
12.00	MTA variety: *Question Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masseh the IV, held in Islamabad UK, 2nd part*
1.00	News
1.30	Around the Globe
2.00	Mulaqat *with English delegates 23/7/995*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA variety: *A Letter from London by Ameer sahib UK*
3.35	*Nazam*
3.45	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

MONDAY 24TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Eurofile
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 9 part 1*
1.00	News
1.30	Around the Globe:
2.00	"Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.98*
3.05	*Nazam*
3.10	"Dilbar mera yehi hai" *Ch. Hadi Ali sb.*
3.30	MTA variety: *German programme "Islamesch Press Shau" 16*
4.00	*Qaseedah*
4.10	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

TUESDAY 25TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Seeratu-un-Nabee (s.a.w.)
12.00	Medical Matters *with Dr.Mujeeb ul Haq*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 9 part 2*
1.00	News
1.30	Around the globe: *"Introduction of the first 14 members of Lajna Imaillah", about Hadhrat Sayyeda Mahmoodah Begum.*
2.00	"Natural Cure" *Homeopathy Lesson No.99*
3.00	*Nazam*
3.05	*Cooking Lesson* ALMAIDAH
3.30	*Nazam*
3.35	Canada Speaks: *"Tech Talk"*
4.00	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

WEDNESDAY 26TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Hadith
12.00	Eurofile: *"Why Alcohol prohibited in Islam" in Turkish*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 10 part 1*
1.00	News
1.30	MTA Life Style: *Sewing Class "Perahan" No.3*
2.00	"Quran Class" *Tarjamatul Quran Class No.72*
3.05	*Nazam*
3.10	MTA Variety: Eid Milan from Pakistan
3.40	*Qaseedah*
3.50	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

THURSDAY 27TH JULY

11.30	Tilawat
11.45	Malfozat
12.00	Medical Matters *with Dr.Mujeeb ul Haq*
12.30	Learning Languages with Huzoor *Lesson 10 part 2*
1.00	News
1.30	Around the Globe: *Documentary*
2.00	"Quran Class" *Tarjamat tul Quran Class No.73*
3.00	*Nazam*
3.05	MTA Variety: *Seerat Hadhrat Roshan Ali Sahib*
3.30	Children's Corner: *Bait Bazi from Rabwah 3rd part*
4.05	LIQAA MA'AL ARAB
4.50	*Tomorrow's Programmes*

Programmes or their timings may change without prior notice. We welcome our viewers' comments and suggestions about the quality of the translations of the programme "Learning Languages with Huzoor".

Al Fazl International Weekly, London
16 Gressen Hall Road, London SW18 5QL (U.K)
ISSN: 1352 9587
TELEPHONE NO. 081-870 8517
FAX NO. 081-870 1095
Vol. 2 Friday, July 14, 1995 No. 28

شذرات

(م-ا-ح)

سیاسی اور معاشرتی مسائل پر اظہار رائے کرنے والے بعض دانشور اور کالم نگار اپنی بساط بھر شرپسندوں کو جھٹلاتے اور تاریخ کے ماضی کو کھود کر سچ بر آمد کرتے رہتے ہیں۔ آخر کہاں تک مصلحت کو روا رکھیں یا استبداد کے سامنے خاموش رہیں۔ سچ آخر سچ ہے۔ اس کی سرشت میں اخفاء نہیں۔ "جو چپ رہے گی زبان خنجر، لہو پکارے گا آستیں کا" اسی لئے کہتے ہیں۔

بانی پاکستان قائداعظم مرحوم کی طرف طرح طرح کی باتیں منسوب کی جاتی ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ آپ سیکولر ذہن کے مالک تھے اور پاکستان کو ایک غیر مذہبی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ کسی کو یہ دعویٰ ہے کہ قیام پاکستان کے لئے تحریک ابتداءً صرف مسلمان کو ہندو کے استحصال سے محفوظ رکھنے کے لئے تھی اگرچہ بعد میں عوام اور مذہبی حلقوں کی تسلی کے لئے مرحوم نے مسلمانوں کے الگ تہذیبی، لسانی اور ثقافتی تشخص کا ذکر بھی کیا۔ ضیاء الحق نے اپنے دور میں جو نصابی تاریخیں لکھوائیں ان میں بالبداہت یہ مغالطہ داخل کیا کہ قائد اعظم نے ہی مسلم عوام کو پاکستان کا مطلب کیا___ لا الہ الا اللہ، کا نعرہ دیا تھا اور ان کا مقصد یہ تھا کہ ایک الگ خطہ زمین حاصل کر کے وہاں نفاذ شریعت اسلام کا تجربہ کیا جائے۔ اس سارے تذکرے کا محل یہ ہے کہ پاکستان کو ایک تنگ نظر، انتہا پسند مذہبی ریاست (Theocracy) بنانے کی موجودہ سازش کی جڑوں کا سراغ لگایا جائے۔

اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے پاکستان کے ایک معتبر صحافی جناب عبدالقادر حسن نے اپنے کالم بعنوان "گم شدہ پاکستان کا یوم پاکستان" میں لکھا ہے:۔

"ملک میں ہر طرف اور زندگی کے ہر شعبہ میں جو بربادی، تباہی اور افراتفری دکھائی دے رہی ہے یہ اس کوتاہی، نادانی یا بدنیتی کا عروج ہے جس کا آغاز ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء یا قائد اعظمؒ کے انتقال کے بعد ہوا تھا........ سب پاکستانیوں کو اچھی طرح یاد ہے کہ تحریک پاکستان کے کیا مقاصد بتائے گئے۔ برصغیر کے مسلمانوں کے ساتھ کیا وعدے کئے گئے اور مسلمانوں کے اس آزاد ملک کی کیا تصویر کھینچی گئی۔ قائد اعظم جتنے دن زندہ رہے ایک ایسی کیفیت میں مبتلا رہے جس کا اظہار انہوں نے اپنی جیب کے کھوٹے سکوں کے الفاظ سے کیا تھا۔ ان کھوٹے سکوں نے اس اکلوتے کھرے سکے کو ختم کر دیا اور ہر طرف سے لاپروا اور مطمئن ہو کر اس نو آزاد ملک پر مسلط ہو گئے اور لوٹ مار شروع کر دی"۔

ذرا آگے چل کر مزید وضاحت ہے:۔

"قائد اعظم کی زندگی میں ہی کھوٹے سکوں نے ان کا دائرہ تنگ کرنا شروع کر دیا اور ان کو بے کسی کی موت مار دیا۔ اس کی آنکھیں بند ہوئیں تو ان کو کھلی چھٹی مل گئی جو آج تک ملی ہوئی ہے"۔

(روزنامہ جنگ لندن، ۲۵ مارچ ۱۹۹۵ء)

یہ کھوٹے سکے کون تھے اور قائداعظم کی زندگی میں ہی ان کا کردار کیا تھا، اس کا احوال ایک دوسرے صحافی جناب انعام عزیز مرحوم (ایڈیٹر روزنامہ ملت لندن) کی یادداشتوں میں محفوظ ہے۔ سو براہ راست وہاں سے منقول ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"۱۱ ستمبر ۱۹۴۷ء کو جب قائد اعظم پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں اپنی مشہور پالیسی ساز تقریر فرما چکے جس میں آپ نے کھلے لفظوں میں یہ اعلان کیا تھا کہ۔

آپ لوگ آج آزاد ہو رہے ہیں۔ آپ چاہیں تو اپنی عبادت گاہوں کا رخ کریں۔ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب، فرقے یا مذہبی نقطہ خیال سے ہو سکتا ہے کیونکہ آپ کے ان نظریات کا پاکستان کے بنیادی اصولوں سے کوئی تصادم نہیں ہے۔ آج سے ہم اس نئے ملک کے برابر کے شہری ہیں..... آپ یہ دیکھیں گے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ (اپنی اس بنیادی شہریت کی بناء پر) ہندو ہندو نہیں رہیں گے اور مسلمان مسلمان نہیں رہیں گے..... مذہبی عقیدہ اور نظریہ ہر شخص کا ذاتی فعل اور معاملہ ہے۔

تو تقریر ختم ہوتے ہی انگریزی اخبار ڈان کے دفتر میں کرنل مجید ملک چیف انفریشن افسر کا فون آیا کہ اس تقریر کا متن شائع نہ کیا جائے۔ جب مسٹر الطاف حسین، چیف ایڈیٹر ڈان کو اطلاع دی گئی تو انہوں نے کرنل ملک سے رابطہ کر کے پوچھا کہ جو تقریر ساری دنیا میں نشر ہو چکی ہے، کس کے حکم سے اس کی اشاعت پر پابندی لگائی جا رہی ہے تو کرنل صاحب نے بتایا کہ یہ سیکرٹری جنرل چوہدری محمد علی کا حکم ہے۔ اس پر الطاف حسین، جو قائداعظم کے معتمد ساتھیوں میں سے تھے، بگڑ گئے اور طیش میں آکر چوہدری محمد علی کو فون کیا کہ قوم کے محبوب رہنما اور سربراہ مملکت کی تقریر کی اشاعت پر پابندی لگانے کی جرات انہوں نے کیسے کی اور یہ دھمکی بھی دی کہ وہ (الطاف حسین) قائد اعظم سے ملاقات کی درخواست کر رہے ہیں تا کہ براہ راست مرحوم سے ہدایات لے سکیں۔ اس پر چوہدری محمد علی آئیں بائیں شائیں کرنے لگے کہ غلط فہمی ہوئی ہے، بھلا قائد اعظم کی تقریر کون روک سکتا ہے۔ دراصل چوہدری محمد علی وغیرہ کا یہ خیال تھا کہ قائد اعظم "بھٹک" گئے ہیں۔ جو ملک کے دو قومی نظریئے کی بنیاد پر لیا گیا ہو اس میں تمام مذہبی عقائد کو کسی اعتبار سے "برابر" کے شہری حقوق نہیں دیئے جا سکتے"۔

(اسٹاپ پریس، مکتبہ نگارشات، ۳ ٹمپل روڈ لاہور،
طبع ۱۹۹۱ء۔ صفحات ۶۰ و ۶۳)

سو آج جس تفرقہ بازی اور شہریوں کے استحقاق کا رونا رویا جا رہا ہے یا شہریوں کو اول دوم اور سوم درجوں میں تقسیم کیا جا رہا ہے اس کا بیج قائداعظم کی زندگی میں ہی ان لوگوں کے دلوں میں پوشیدہ تھا جو ان کے بعد وزیر اعظم کے مرتبہ تک پہنچے اور ملک کی آئین سازی جن کے ہاتھوں سے ہوئی یہ لوگ اپنے آپ کو قائد اعظم کی موجودگی میں ہی ان کے اقوال کے مفسر سمجھتے تھے۔ اب آج اگر کوئی بانی پاکستان کے واضح ارشادات کی من مانی تعبیر کرتا ہے یا اپنے الفاظ ان کے منہ میں ڈالتا ہے تو وہ تو کھوٹے سکوں سے بھی بدتر ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ جس خدائے قادر کی تقدیر سے یہ ملک قائد اعظم کے ہاتھوں وجود میں آیا تھا وہی خدا اس کی حفاظت کرے گا اور اسے قائد اعظم کے آدرشوں پر واپس لائے گا اور بدنیت لوگ ناکام ہونگے۔

مختصر عالمی خبریں

(مرتبہ ابوالمسرور چوہدری)

مانع حمل گولیوں کے استعمال کی وجہ سے اموات

انگلستان:۔ برطانیہ کے ڈاکٹروں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ برطانیہ میں تیار ہونے والی مانع حمل گولیاں جو فیموڈین کے نام سے مشہور ہیں کے تیار کرنے والی فرم کے خلاف انکوائری کرائی جائے۔ ان کا کہنا ہے کہ ان کے استعمال سے بظاہر تندرست نوجوان لڑکیوں کی اموات واقع ہوئی ہیں۔ یہ گولیاں آج سے آٹھ سال پہلے مارکیٹ میں آئی تھیں۔ سنڈے ٹائمز مورخہ ۷ مئی ۱۹۹۵ء کی ایک رپورٹ کے مطابق فیموڈین استعمال کر کے نقصان اٹھانے والے کوئی دو درجن کے لگ بھگ خاندان کمپنی کے خلاف چارہ جوئی کی سوچ رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق برطانیہ میں ۳ لاکھ کے لگ بھگ عورتیں مانع حمل دوائی استعمال کرتی ہیں۔ ڈاکٹروں کے بیان کے مطابق اس دوائی کے استعمال کی وجہ سے جو دیگر عوارض پیدا ہو سکتے ہیں وہ دوائی کے پیکٹ پر واضح طور پر درج نہیں کئے گئے مثلاً یہ کہ ان گولیوں کے استعمال سے خون میں Clot پیدا ہو سکتا ہے جس سے مریض ٹانگوں میں درد محسوس کرتا ہے اور بعض صورتوں میں جب فوری طور پر علاج نہ کروایا جائے تو مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔

برطانیہ کی ایک ڈاکٹر مارگریٹ وائٹ جس نے مانع حمل ادویہ پر ریسرچ کی ہے کہا ہے کہ اس دوائی کے مضر اثرات کی وجہ سے گزشتہ دو سالوں میں اموات کی شرح میں اضافہ ہو گیا ہے۔ سنڈے ٹائمز کی رپورٹ کے مطابق کم از کم ۲۹ عورتیں اس مانع حمل دوا کی وجہ سے جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں یا جسمانی طور پر کسی عارضے میں مبتلا ہو گئیں۔

دوائی بنانے والی کمپنی کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ اس دوائی کے استعمال سے کوئی خطرہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ برطانیہ میں ہی اکثر تعداد میں عورتیں اسے استعمال کرتی ہیں۔ اور انہیں کوئی شکایت نہیں نیز یہ کہ پیکٹ پر اس کے مضر اثرات واضح طور پر درج کئے گئے ہیں۔ اس کا کہنا ہے کہ اس دوائی کے استعمال کی وجہ سے خون میں Clot بننا شاذ ہی ہوتا ہے۔ اس لئے کسی عورت کی موت کا الزام اس گولی پر تھوپنا غلط ہے۔

☆☆

حج کے دوران ۴۴۱ حاجی وفات پا گئے

سعودی عرب:۔ سعودی وزارت داخلہ نے حج کے بارہ میں جو رپورٹ شاہ فہد بن عبدالعزیز کو بھجوائی ہے۔ اس کے مطابق امسال حج کی ادائیگی کو آنے والے ۴۴۱ حاجی سعودی عرب میں وفات پا گئے ہیں۔ پرنس نائف بن عبدالعزیز حج کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں اور وزیر داخلہ بھی انہوں نے تفصیلات بتاتے ہوئے کہا کہ زیادہ تر دل کی بیماریوں، نمونیہ، بڑھاپے کی وجہ سے یا پھر ٹریفک کے حادثات میں حاجی جاں بحق ہوئے۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ مکہ، مدینہ یا دیگر مقامات میں ۵۹۸۵۶۶ لوگوں کو طبی سہولتیں مہیا کی گئیں اور ۲۰۲۲۷ لوگوں کو ہسپتالوں میں علاج کے لئے رکھا گیا جن میں ۱۵۱ لوگ ایسے تھے جنہیں سن سٹروک ہوا اور ۴۲۱۰ وہ لوگ تھے جو گرمی سے گھائل ہو گئے تھے۔

وفات پانے والے حاجیوں میں زیادہ تعداد سعودیوں کی ہے جس کے بعد مصری، انڈونیشی، پاکستانی اور نائجیرین ہیں۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

Designing & Setting by Khalifa Rawahuddin Ahmad